جلد 21 — شمارہ 10

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

اخاء 1359 ہش

اکتوبر 1980ء

ایڈیٹر

غلام باری سیف

تأمرو

مجل

ماه

ملک ص

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

ذی قعدہ ۱۴۰۰ھ

اخاء ۱۳۵۹ہش

اکتوبر ۱۹۸۰ء

ایڈیٹر

غلام باری سیف

نمائندے اعزازی

ملک صلاح الدین صاحب بھارت — مبارک احمد صاحب ساقی لندن

کمال یوسف صاحب سیکنڈے نیویا

فہرست مضامین

پبلشر ...... چوہدری محمد ابراہیم صاحب

مطبع ...... ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت: دفتر ماہنامہ انصار اللہ، دار الصدر جنوبی۔ ربوہ

کتابت

محمد ارشد خوشنویس دار الصدر شرقی ربوہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شمارہ ۱۰	ماھنامہ انصار اللہ ربوہ	جلد ۲۰

اخاء ۱۳۵۹ ہش

ربوہ رہے کعبہ کی بڑائی کا دُعاگو

ہمارا مرکزی سالانہ اجتماع اسی ماہ کی اکتیس۔ نومبر کی یکم اور دو تاریخ کو بروز جمعہ۔ہفتہ اور اتوار اپنی روایتی شان کے ساتھ مرکز سلسلہ میں منعقد ہو رہا ہے۔

ہمارا یہ اجتماع خالصتہً دینی اجتماع ہے۔ اس کی غرض ایک پاک ماحول میں مستعار زندگی کے چند لمحات گذارنا ہے۔ اس اجتماع میں ذکر الٰہی دعاؤں، پاکیزہ کلمات، صحبت صالحین کے سوا اور کیا ہے۔ قرآن، حدیث اور بزرگوں کے اقوال کے علاوہ اس میں تقاریر کا اور کوئی عنوان نہیں۔ اس اجتماع کا افتتاح قرآن پاک کی تلاوت، اپنے پیارے امام کی زیارت اور ان کے مبارک کلمات سے ہوگا۔ آغاز امام کی افتتاحی تقریر سے اور اختتام بھی آپ کے مبارک کلمات اور پُرسوز دُعا سے ہوگا۔

اس اجتماع کے پروگرام کا الگ لُطف ہے۔ آخری دُعا سسکیوں۔ آہوں۔ تضرع و عاجزی اور آنسوؤں سے معمور ہوتی ہے۔ اُس وقت یوں معلوم ہوتا ہے کہ فضاؤں کا خُدا کی قبولیت نے احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اس کی رحمت کے فرشتے، خدا کی مخلوق کے قریب ہو گئے ہیں۔ قرآن کریم کے درس۔ حدیث کے بیان اور تقاریر کے وقت یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہم ملاءِ اعلیٰ کی مجالس میں شریک ہیں۔ ہمارے دل خُدا کی رحمت کی بارش سے دُھل رہے ہیں۔

حضور کی اقتداء میں باجماعت نمازوں کی ادائیگی ۔ باجماعت تہجد ایک نئی روحانی زندگی عطاء کرتی ہے کیتنے مبارک ہیں یہ لمحات ۔ اور کیتنے مبارک ہیں وہ انصار جوان مبارک ایام سے فائدہ اُٹھاتے ہیں ۔

اس سفر کو خُدا کے لئے اختیار کیجئے ۔ دُعاؤں اور ذکر الٰہی سے سفر کا آغاز کیجئے ۔ آپ مرکز سلسلہ میں آرہے ہیں ۔ آپ اپنے امام کی آواز پر لبیک کہہ رہے ہیں ۔ اسی حالت میں آئیے کہ ہونٹوں پر مسنون دعائیں ہوں ۔ دلوں میں خُدا اور اس کے رسُول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کا عشق موجزن ہو ۔ آنکھوں میں عقیدت اور محبّت کے آنسو ہوں ۔ اور جب آپ اس مبارک اجتماع کے اختتام پر واپس لوٹیں تو ایمان وعرفان سے آپ کی جھولیاں بھری ہوں ۔ اسی انداز اور جوش سے آپ یہاں اسلام ، پاکستان ، مسلمانوں اور اپنے لئے دعائیں کریں کہ آپ کی رُوح کو اطمینان ہو جائے کہ میری دُعائیں احکم الحاکمین نے قبول کر لیں ۔ میری التجائیں مقبول ہیں ۔ میرا یہ سفر اور دینی عزم کام آگیا ۔ اجتماع میں میری شرکت میرے پروردگار کی رضا کا موجب ہوگئی ۔

انصار بزرگان رختِ سفر باندھیئے کہ اجتماع کے دن قریب ہیں ۔ اجتماع کا پروگرام اس شمارہ میں دوسری جگہ درج ہے ۔

المؤمنُ کالبُنیان

حدیث میں آیا ہے مومن ایک عمارت کی مانند ہیں ۔ جس طرح عمارت کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کے لئے مضبوطی کا باعث ہوتی ہے ۔ اسی طرح مومن باہم پیوست ہو کر قوم کی مضبوطی کا باعث بنتے ہیں ۔ اجتماعی زندگی کو مضبوطی اور ترقی اسی صورت میں نصیب ہوتی ہے ۔ جب قوم کا ہر فرد دوسرے سے مربوط ہو ۔ ان کی کوششوں ۔ ارادوں میں باہم ربط ہو ۔ اُن کی صفوں میں ضبط ۔ خیالات میں وحدت ہو ۔

حدیث میں آتا ہے من خرج مِنَ الجماعة شِبْراً فقد خلع رِبْقَةَ الاسلام عَنْ عُنُقِه ۔ جو جماعت سے ایک بالشت بھی اِدھر اُدھر ہوا ۔ وہ سمجھے اُس نے اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے نکال پھینکا ۔ اینٹ اگر اپنی جگہ چھوڑ کر عمارت سے الگ ہو جاتی ہے تو اپنی بربادی کو ہی دعوت نہیں دیتی وہ عمارت کی بھی کمزوری کا باعث بنتی ہے ۔ ہاں الٰہی تحریکوں کے بارہ میں خدا تعالیٰ کی یہ سنّت ضرور ہے کہ جونہی ایک اینٹ اپنی جگہ چھوڑتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ اس کی جگہ اور اینٹ عمارت میں لگا دیتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے من یرتدّ منکم عن دینه فسوف یاتی الله بقوم (المائدہ آیت ۵۵)

تالیف قلوب ۔ باہم مؤدّت و محبّت ایک اعجاز ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کیا ہے ۔ اتحاد خُدا کی نعمت اور اس کا فضل ہے ۔ پس ہر اُس بات سے احتراز لازم ہے ۔ جو اتحاد اور وحدت کو کمزور کرنے کا

باعث۔ اور تنازعات کو بڑھانے کا موجب ہو۔

ایک بار قادیان میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے خطبہ ارشاد فرمایا جس میں احباب کو تلقین کی کہ ہر وہ شخص جو اپنے بھائی سے ناراض ہے آج ہی آپس میں صلح کرے۔ اور کچھ صدقہ بھی دے۔ مجھے یاد ہے اُسی دن اُن دوستوں نے جو آپس میں کچھ ناراض تھے باہم صلح کی اور صدقہ دیا۔ حدیث میں آتا ہے۔ کہ دو شخص اپنے نیک اعمال کی وجہ سے جنّت کے مستحق ہوں گے۔ لیکن باہم ناراضگی کے باعث ایک دوسرے سے اُن کا تعلق منقطع تھا۔ خدا تعالےٰ فرمائے گا جنّت میں اس وقت تک تم داخل نہ ہو گے جب تک آپس میں صلح نہ کرو۔ تو دیکھئے جنّت کے باہر وہ اس لئے کھڑے ہیں کہ آپس میں ناراض تھے۔ ایک مومن یہ تاخیر کس طرح گوارا کر سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود اپنی کتاب کشتی نوح میں ہمیں تعلیم دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"تم آپس میں جلد صلح کرو۔ اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں وہ کاٹا جائے گا۔ کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔۔۔۔۔۔ اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے۔ اور بد بخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے۔"

پس لڑائی جھگڑا ترک کیجئے کہ حکم خداوندی ہے:۔

وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ۔

(انفال آیت: ۴۶)

آپس میں اختلاف نہ کیا کرو۔ اگر ایسا کرو گے تو دل چھوڑ بیٹھو گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔

ماہنامہ انصار اللہ

- ماہنامہ انصار اللہ مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان ہے۔ اسے مجلس کے ہر رکن کو مطالعہ کرنا چاہیئے۔
- اہل علم و قلم احباب اپنے مضامین کے ذریعہ اسکی اعانت فرمادیں۔
- شعراء حضرات اپنے نعتیہ اور ایمان پرور اشعار سے اسکے صفحات کو زینت بخشیں۔
- عہدیداران اس کی اشاعت کے لئے سعی فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(ایڈیٹر)

حبیبِ کبریاءؐ کی ایک دُعا

سوتے وقت کی دُعا

عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَہٗ اَلَا اُعَلِّمُکَ کَلِمَاتٍ تَقُوْلُہَا اِذَا اَوَیْتَ اِلٰی فِرَاشِکَ فَاِنْ مُتَّ مِنْ لَیْلَتِکَ مُتَّ عَلَی الْفِطْرَۃِ وَاِنْ اَصْبَحْتَ اَصْبَحْتَ وَقَدْ اَصَبْتَ خَیْرًا ” تَقُوْلُ اللّٰہُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ وَوَجَّہْتُ وَجْہِیْ اِلَیْکَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ رَغْبَۃً وَّرَہْبَۃً اِلَیْکَ وَاَلْجَأْتُ ظَہْرِیْ اِلَیْکَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَنَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ “

(ترمذی ابواب الدعوات باب ما جاء فی الدعا اذا اوی الی فراشہ)

ترجمہ:۔ حضرت براء بن عازب روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے فرمایا۔ کیا میں تجھے کچھ کلمات نہ سکھاؤں جو تُو رات کو بستر پر جاکے تو پڑھے۔ اور اگر تو اس رات مر جائے تو تیری موت فطرت صحیحہ پر ہوگی۔ اور اگر تُو صبح کرے تو ایسی حالت میں تُو صبح کرے گا کہ تیرا دامن خیر و برکت سے بھرا ہوگا۔ تُو سوتے وقت یہ کہا کر "اے اللہ مَیں نے اپنا آپ تیرے سپرد کر دیا۔ اپنی توجہ تیری طرف منعطف کی۔ بیم و رجاء سے اپنا معاملہ تیرے سپرد کر دیا۔ اپنی پُشت تجھ سے لگائی۔ کوئی جائے پناہ نہیں۔ تیرے مقابل کوئی نجات کی جگہ نہیں مگر تیری ذات۔ میں اس کتاب پر ایمان لایا جو تُو نے نازل کی اور اس نبی پر جسے تُو نے بھیجا۔

تشریح:۔ ایک حدیث میں یہ بھی آیا کہ وضو کرکے یہ دُعا پڑھ کر تُو بستر پر لیٹ۔ سونے سے قبل آیت الکرسی کا پڑھنا بھی حدیث میں آیا ہے اور معوّذتین بھی۔ اور سورۃ بقرہ کی آخری دو آیات جو اٰمن الرسول بما انزل الیہ سے شروع ہوتی ہیں۔ سوتے وقت پاکیزہ جسم۔ پاکیزہ خیالات۔ پاکیزہ افکار۔ رُوح کو صاف رکھنے۔ خدا سے تعلق رکھنے اور رؤیا، کشوف کا موجب بنتا ہے۔

چٹ منگنی پٹ بیاہ

عن ابی اسحاق قَال سَمِعْتُ البراء یقول اَتَی النبیَّ صلّی اللہ علیہ وسلَّمَ رجُلٌ مقنَّعٌ بالحدید فقال یارسُول اللہ اُقاتِلُ اَوْ اُسْلِم قال اَسْلِمْ ثُمَّ قاتِلْ فاَسْلَمَ ثُم قاتَلَ فقُتِلَ فقالَ رَسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم عَمِلَ قلیلاً وَ اُجِرَ کثیرًا۔

(بخاری باب عَمَلٌ صالِحٌ قبل القتال)

ترجمہ:۔ ابو اسحاق کہتے ہیں میں نے حضرت براءؓ سے سُنا وہ فرماتے تھے۔ ایک آدمی لوہے میں ڈوبا ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی اے خدا کے رسول میں لڑوں یا مسلمان ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پہلے اسلام قبول کرو پھر لڑو۔ چنانچہ وہ شخص اسلام لے آیا پھر جنگ میں شریک ہوا اور جاتے ہی شہید ہو گیا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس نے عمل تھوڑا کیا لیکن اجر زیادہ پایا۔

تشریح:۔ اسلام میں عمل وہی مقبول ہے جو خُدا کے لئے ہو۔ اس کی رضاء کے حصول کے لئے ہو۔ کوئی دنیوی مفاد اس میں مدّنظر نہ ہو۔ ہو سکتا ہے ایک شخص ریاء کے لئے کام کرے۔ کسی سے بغض کی وجہ سے بھی اُس کے خلاف صف آراء ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ عمل خدا کے لئے نہیں۔ اس لئے اس پر خُدا کی رضاء اور ثواب کا مستحق کیسے ہو سکتا ہے؟ اس لئے حدیث میں آیا اِنَّمَا الْاَعمالُ بالنِّیّات کہ عمل کا دارومدار نیّت پر ہے۔ اگر کوئی مال غنیمت کے حصول کے لئے جنگ کرتا ہے۔ جلب زر کے لئے ہجرت کرتا ہے تو اس کی ہجرت اور جہاد خُدا کے لئے نہیں ہے۔ خُدا کے لئے یہ اُسی وقت ہوگا جب اُس کی رضاء کے حصول کے لئے ہو۔ اور اسی نیت سے ہو۔ اس لئے عمل سے پہلے نیّت کی درستی ضروری ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی شہادت پر کیا خوب فرمایا۔ کہ اسے کام تھوڑا کرنا پڑا لیکن اللہ سے اجر بہت زیادہ پایا۔ اور مذہبی دُنیا میں اسکی متعدد مثالیں موجود ہیں۔ ادہر ایمان لائے اُدہر راہ حق میں فدا ہو گئے۔ کیا صاحبزادہ عبداللطیف کے بارہ میں مسیح پاک نے نہیں فرمایا ؎

این بیاباں کرد طے از یک قدم ✤ بنگر ایں شوخی ازاں شیخ عجم

بہت بعد میں آئے لیکن آگے نکل گئے۔ اور اسی کو کہتے ہیں چٹ میری منگنی پٹ میرا بیاہ ✤

کلام الامام امام الکلام

شانِ احمدؐ را کہ داند جز خداوند کریم

احمدؐ کی شان کو سوائے خداوند کریم کے کون جان سکتا ہے

شانِ احمدؐ را کہ داند جز خداوند کریم
آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم

احمدؐ کی شان کو سوائے خداوند کریم کے کون جان سکتا ہے۔ وہ اپنی خودی سے اسطرح الگ ہوگیا کہ میم درمیان سے گر گیا

زاں نمط شد محو دلبر کز کمالِ اتحاد
پیکرِ او شد سراسر صورتِ ربِّ کریم

وہ اپنے معشوق میں اسطرح محو ہوگیا کہ کمال اتحاد کی وجہ سے اسکی صورت بالکل رب رحیم کی صورت بن گئی۔

بوئے محبوبِ حقیقی مے دمد زاں روئے پاک
ذاتِ حقانی صفاتش مظہرِ ذاتِ قدیم

محبوب حقیقی کی خوشبو اسکے چہرہ سے آرہی ہے
اس کی حقانی ذات خدائے قدیم کی ذات کا مظہر ہے

گرچہ منسوبم کند کس سوئے الحاد و ضلال
چوں دلِ احمدؐ نمے بینم دگر عرشِ عظیم

خواہ کوئی مجھے الحاد اور گمراہی سے ہی منسوب کرے۔ مگر میں نے تو احمدؐ کے دل جیسا اور کوئی عظیم الشان عرش نہیں دیکھا

در رہِ عشقِ محمدؐ ایں سر و جانم رود
ایں تمنا ایں دعا ایں در دلم عزمِ صمیم

محمدؐ کے عشق کی راہ میں میرا سر اور جان قربان ہو۔
یہی میری خواہش ہے یہی میری دعا ہے اور یہی میرا دلی ارادہ ہے۔

(توضیح مرام)

تشریح:۔ خدا کا برگزیدہ رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے عشق میں گداز اور محو ہوگئے تھے۔ آپ کے مقام کی بلندی ہمارے تخیل اور پرواز کی ادراک سے بھی ماوراء ہے۔ آپکے مقام کا اندازہ عارفوں کے خدام سے ہوتا ہے۔ لیکن وہ بھی جب اس بحر میں غوطہ زن ہوتے ہیں تو یہ کہتے ہوئے باہر آتے ہیں ؏

شانِ احمد را کہ داند جز خداوند کریم

کہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو بجز خدا کے کون جان سکتا ہے۔

کلام الامام امام الکلام

لاشک ان محمداً خیر الوریٰ

بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق میں سب سے افضل ہیں ۔

یا للفتیٰ ما حُسنہ و جَمالہٗ　　　ریّاہ یُصبی القلب کالریحان

واہ ۔ کیا ہی خوش شکل اور خوبصورت ہے، وہ جوان ۔　　　جس کی خوشبو دل کو ریحان کی طرح شیفتہ کر لیتی ہے

وَجہُ المہیمن ظاہر فی وجہہ　　　وشئونہ لمعت بہذا الشان

اس کے چہرے سے خُدا کا چہرہ نظر آتا ہے ۔　　　اور اسکی شان میں خُدا کی شان نمایاں ہے ۔

فلذا یحبّ و یستحق جمالہ　　　شَغَفاً بہٖ من زُمرۃِ الاَخدان

بس اسی لئے اسے محبت کی جاتی ہے اور اُس کا جمال متقاضی ہے کہ دوستوں کے زمرہ سے اُسی سے عشق کیا جائے

سجح کریمٌ باذلٌ خِلُّ التُّقیٰ　　　خِرقٌ وفاق طوائف الفتیانِ

خوشخو، کریم، سخی، صاحب تقویٰ　　　کریم الطبع اور تمام جوانوں پہ فائق

فاق الوریٰ بکمالہ و جَمَالِہٖ　　　و جلالہ و جنانہ الرّیان

اپنے کمال اور جلال اور جلال اور تازہ دل کے سبب تمام مخلوق سے بڑھا ہوا ہے

لاشکّ انّ محمداً خیر الوریٰ　　　ریق الکرام و نخبۃ الاعیان

بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم خیر الوریٰ　　　برگزیدہ کرام اور چیدہ اعیان ہیں

(آئینہ کمالات اسلام)

تشریح: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت میں لدا زیہ شعر ایک پاک قلب کی واردات ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے کامل مظہر ہیں۔ وہ خُدا کی صفات کے مظہر ہیں۔ ایک حدیث ہے خلق الانسان علی صورتہ کہ یہ انسان کامل اللہ کی صورت پر پیدا کیا گیا۔ خدا کوئی مادی چیز تو نہیں کہ اسکی کوئی مادی شکل ہو۔ اس حدیث اور مذکورہ بالا اشعار کے یہی معنے ہیں کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کا نقش ہیں وہ اللہ کی صفات کا مظہر ہیں۔ وہ قاب قوسین او ادنیٰ کے مصداق ہیں۔ وہ خُدا کے جلال و جمال کا عکس ہیں۔ وہ خُدا نہیں پر خُدا نما ضرور ہیں۔

آفتاب احمد بسمل۔ کراچی

نعت

محمدؐ کی توصیف کیسے بیاں ہو کہ جس کی ثناء خود خدا کر رہا ہے
نہیں نعت خواں صرف جن و البشر ہی فرشتوں کے لب پر بھی صلِّ علیٰ ہے

نہیں مقدرت یہ کسی بھی بشر کی کہ وہ معرفت پائے اس کی حقیقی
محمدؐ کو جس نے بنایا محمدؐ۔ مقامِ محمدؐ وہی جانتا ہے

کہا حق تعالیٰ نے لولاک جس کو۔ بنے جس کی خاطر ہیں افلاک سارے
وہ خیر البشر رحمۃ العالمین ہے وہ فخرِ رسل خاتم الانبیاء ہے

خدا تو نہیں کہتا اس کو لیکن خدا سے جدا بھی نہیں اک ذرا وہ
کہ ہے قاب قوسین سے بھی وہ بڑھکر۔ خدا سے قریب اسقدر وہ ہوا ہے

مزمل۔ مدثر وہ یٰس طٰہٰ۔ رؤف و رحیم و سراجٌ منیرا
وہ مخلوق عالم میں سب سے ہے بہتر۔ ہے مظہر خدا کا شہِ دوسرا ہے

ہے معراج ایسی کہ جبریل ششدر۔ عجب شان احمدؐ ہے اللہ اکبر
سرِ عرشِ اعلیٰ کچھ اس طرح پہنچے کہ زیر قدم سدرۃ المنتہیٰ ہے

وہ مقصودِ عالم ہے۔ شاہ اُمم ہے وہ محبوبِ داور ہے والا حشم ہے
وہ شمس الضحیٰ بھی ہے بدر الدجیٰ بھی۔ وہی وجہ تخلیق ارض و سما ہے

وہ عابد کہ معبود جس پر ہے نازاں وہ عاشق کہ معشوق جس کا شیدا
گہے فاتحِ رزمِ بدر و احد وہ۔ گہے رفیقِ کنجِ ثور و حرا ہے

غرض مختصر بات اتنی ہے بسمل کہ بعد از خدا سب سے افضل وہی ہے
وہی نورِ اول، وہی نورِ آخر، وہی ابتداء اور وہی انتہا ہے

نذرِ عقیدت بحضور خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ

دِلوں کو روشنی روحوں کو بخشے تابانی
تمہارے چہرۂ انور کی جلوہ سامانی
تمہیں سے زندۂ جاوید فقر و استغناء
تمہارے نام سے پائندہ رُوحِ سلمانی
فروزاں تم سے ہی ہے مشعلِ ہدایت اب
تمہارے دم سے منور ہے شمعِ ایمانی
تمہارے نطق کے اعجاز سے ہوئی پیدا
جلا دلوں میں تو سینوں میں بھرے تابانی
جو پایا تم نے وہ پایا مسیحِ دوراں سے
کیا اُسی سے ہے سب اکتساب رُوحانی
تمہیں سے گلشنِ ایماں میں آئی شادابی
مٹی تمہیں سے ہے قلب و نظر کی ویرانی
زہے نصیب جو خورشید پر بھی ہو جائے
تمہارے لطف عنایات کی فراوانی

(چوہدری خورشید احمد ۔ اوکاڑہ)

موت العالِم موت العالَم

سلسلہ کے نامور عالم حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری وفات پاگئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ؂

حضرت قاضی محمد نذیر صاحب کی جدائی کا صدمہ کوئی معمولی صدمہ نہیں۔ آنکھ گریاں اور دل لرزاں ہے وہ سلسلہ کے چوٹی کے عالم تھے۔ انہوں نے یہ مقام اللہ کے فضل۔ اپنی محنت اور نیکی کی بناء پر حاصل کیا تھا کم لوگ ہیں جنہیں تقریر اور تحریر دونوں میں ملکہ حاصل ہو۔ حضرت قاضی صاحب کی شاگردی پر ہمیں فخر ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ کوئی علمی مضمون ہو۔ قاضی صاحب نے اُسے کبھی مشکل نہیں سمجھا۔ معقولات کا علم ہو یا منقولات کا۔ آپ گہرے غور و فکر و مطالعہ سے اُسے پڑھاتے ایسا بھی ہوا کہ غور کرتے کرتے رات کو کوئی مشکل مقام آپ نے حل فرمایا تو اُسی وقت طلباء کو کہا آؤ لڑکو وہ گنجلک حل ہوگئی۔

ایک بار آپ نے فرمایا اس حدیث پر مَیں نے دو تین راتیں صرف کیں اور یہ حدیث حل ہوگئی۔ مسائل مختلفہ پر اُن کی گرفت بہت مضبوط تھی۔ ان کی سوچ بہت گہری اور ٹھوس ہوتی۔ محترم مولانا شمس صاحب مرحوم۔ مولانا ابو العطاء صاحب مرحوم کے گروہ میں سے ہم سے جُدا ہونے والی یہ آخری بزرگ ہستی تھے۔ زندگی آپ کی ہر قسم کے تکلفات سے پاک اور سادہ تھی۔ غذا۔ لباس سادہ۔ طبیعت تکلّف سے پاک پائی تھی۔ آپ کی زبان سے کبھی شکوہ نہ سُنا۔ طبیعت میں مزاح بھی خوب تھا جس کا اظہار مناظروں اور مجالس میں ہوتا۔ آپ انتھک محنتی طبیعت کے مالک تھے۔ ایک بار حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ نے فرمایا اس کتاب کا جواب پندرہ روز میں لکھا جانا چاہیئے اور قاضی صاحب مرحوم نے اس پیرانہ سالی میں حضور کے ارشاد کی تعمیل کردی۔

آخری بیماری میں ہسپتال میں داخل ہوئے میں عیادت کے لئے گیا تو فرمایا اب اپنے خاندان کی طبعی عمر کو پہنچ گیا ہوں۔ دل کا دورہ تھا لیکن مسئلہ تثلیث پر فرمانے لگ گئے۔ سلسلہ کی خدمت میں انہوں نے کبھی جان کی پرواہ نہ کی۔ اسی پیرانہ سالی میں وہ گھنٹوں مسائل پر بولتے اور اپنی صحت کی پرواہ نہ کرتے۔ وہ جب تک جئے خُدا اور سلسلہ کے لئے جئے۔ انہیں موت بھی آئی تو اسی راہ میں۔ اے قادر خُدا انکی وفات سے جو صدمہ پہنچا ہے اسکی تلافی فرما۔ اس خلاء کو اپنی قدرت سے پُر فرما کہ تو قادر ہے۔ اے اللہ مرحوم استاذ کی تربت پر رحمت کی برسات برسا۔ اے دلوں کو ڈھارس دینے والے حوصلہ، صبر، عزم عطا کر کہ ہم اس صدمہ کو برداشت کرسکیں ؎ جو بادہ کش تھے پرانے وہ اُٹھتے جاتے ہیں ؛ کہیں سے آبِ بقائے دوام لاساقی ؛

قرارداد تعزیت بر وفات حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری

مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ نے اپنے اجلاس منعقدہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء ذیل کی قرارداد منظور کی۔ (ایڈیٹر)

" مجلس عاملہ مرکزیہ کا یہ اجلاس سلسلہ عالیہ احمدیہ کے فاضل اجل عالم باعمل حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری کی اندوہناک وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ہ

قاضی صاحب کی وفات پر ہماری وہی کیفیت ہے جس کا اظہار ہمارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں فرمایا تھا:۔

اَلْعَیْنُ تَدْمَعُ وَالْقَلْبُ یَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا بِمَا یَرْضٰی بِہٖ رَبُّنَا

حضرت قاضی صاحب مرحوم نے زندگی کے آخری سانس تک سلسلہ کی جس طرح بے لوث خدمت انجام دیتے رہے وہ ہم سب کے لئے مشعل راہ رہے گی۔ محترم قاضی صاحب مرحوم ایک انتھک، محنتی اور گہرے غور و فکر کے حامل بزرگ تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کو تقریر اور تحریر میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ آپ کی چالیس ۴۰ کے قریب تصانیف آپ کے تبحر علمی پر شاہد ہیں۔ اسی طرح آپ کا درس قرآن مجید اور ٹھوس علمی تقاریر انداز بیان اور قوت استدلال ۔ سامعین پر ایک خاص اثر کی حامل تھیں۔ خاص طور سے جلسہ سالانہ کی تقاریر احباب جماعت کو ہمیشہ یاد رہیں گی۔ آپ کو سالہا سال جماعت احمدیہ کے تعلیمی اداروں میں بطور استاد و پرنسپل جامعہ احمدیہ خاص خدمات کا شرف حاصل تھا اور اسی طرح بیشتر مبشرین اور نئے علماء جماعت کو آپ کے تلمذ کا اعزاز حاصل تھا۔ مجلس انصار اللہ کے مرکزی اجتماعات میں ہر سال اپنے علمی مقالہ جات اور تقاریر سے نمایاں حصہ لیتے جس کی کمی کا احساس یقیناً ہمارے لئے ایک ناگزیر امر ہے۔ محترم قاضی صاحب کی وفات سے ایک بہت بڑا خلا نظر آ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنے فضل سے الٰہی جماعتوں کے ساتھ اپنی سنت کے مطابق اس کو پُر فرمائے۔ اللہ تعالیٰ محترم قاضی صاحب کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق اور جماعت احمدیہ کو نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔ ع

اے خدا بر تربت او ابر رحمت ہا ببار"

دینی معلومات

مختلف صحابہ کے امتیازات

حضرت ابو عبیدہ بن جراح کو " امین الامّۃ " کا خطاب دیا۔
حضرت زبیر کو اپنا " حواری " قرار دیا۔
حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو " امّت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والا " قرار دیا۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو " اللہ کے احکام کے بارہ میں سب سے زیادہ مضبوط " فرمایا۔
حضرت عثمان رضؓ بن عفان کو سب سے زیادہ " باحیا " کا خطاب ملا۔
حضرت معاذ بن جبل کو " حلال اور حرام کا سب سے بڑا عالم " کہا
حضرت زید بن ثابت کو " علم میراث کا سب سے بڑا عالم " کے لقب سے نوازا
حضرت ابیّ بن کعب کو " قرأتِ قرآن میں یکتا " قرار دیا۔

(ترمذی ابواب المناقب)

میرے ماں باپ قربان

ان تین صحابہ کو آپ نے مختلف مواقع پر فرمایا۔ " تجھ پر میرے ماں باپ قربان " :-
سعد بن ابی وقاص رضؓ ، سعد رضؓ بن مالک ، حضرت زبیر بن العوّام)

عشرہ مبشرہ

ان دس صحابہ کے متعلق فرمایا۔ " یہ جنت میں ہوں گے " :-
حضرت ابو بکر رضؓ ، حضرت عمر رضؓ ، حضرت عثمان رضؓ ، حضرت علی رضؓ ، حضرت عبدالرحمن رضؓ بن عوف
حضرت طلحہ رضؓ ، حضرت زبیر رضؓ ، حضرت سعد رضؓ بن ابی وقاص ، سعید رضؓ بن زید ، ابو عبیدہ بن جراح۔

چودہ رقیب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر نبی کو سات منتخب نگران ساتھی دیئے گئے۔ مجھے چودہ ۱۴ نگران عطا کیئے گئے :-

علیؓ۔ حسنؓ۔ حسینؓ۔ جعفرؓ۔ حمزہؓ۔ ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ مصعبؓ بن عمیر۔ بلالؓ۔ سلمانؓ۔ عمارؓ،
حذیفہؓ، عبداللہ بن مسعودؓ۔

(ترمذی ابواب المناقب)

قرآن مجید کے حفاظ

جنگ یمامہ میں شہید ہونے والوں کے علاوہ:۔
حضرت ابی بن کعب، معاذ بن جبل۔ زید بن ثابت۔ ابو زید۔ (ترمذی)

بھلے آدمی

حضور نے ان صحابہ کرام کے بارہ میں فرمایا "بہت اچھے آدمی ہیں":۔
ابوبکر۔ عمر۔ ابو عبیدہ بن الجراح۔ اسید بن حضیر۔ ثابت بن قیس بن شماس۔ معاذ بن جبل۔
معاذ بن عمرو بن الجموح (ترمذی)

جنّت مشتاق ہے

فرمایا۔ جنّت مشتاق ہے ان تین آدمیوں کی:۔ علیؓ۔ عمارؓ۔ سلمانؓ۔ (ترمذی ابواب المناقب)

بہت صادق

۔ حضرت ابوذر غفاری کو فرمایا۔

معلّم علم دین

فرمایا۔ ان چار سے سیکھو:۔ ابودرداء، سلمان فارسی۔ عبداللہ بن مسعود۔ عبداللہ بن سلام (ترمذی)

قرآن سیکھو

فرمایا ان چار سے قرآن سیکھو:۔ ابن مسعود۔ ابی بن کعب۔ معاذ بن جبل۔ سالم مولیٰ ابی حذیفہ (ترمذی)

دُعا:۔ حضرت انس کے لئے مال اور اولاد میں برکت کی دُعا۔ چنانچہ بوقت وفات حضرت انس کے افرادِ خاندان کی تعداد ۱۲۰ تھی۔ حضرت ابن عباس کے لئے علم اور فہم قرآن اور مغفرت کی دُعا کی تھی۔
حضرت ابوہریرہؓ کے حافظہ کیلئے دُعا کی تھی۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کیلئے دُعا کی۔ یا اللہ جب یہ تجھ سے دعا مانگے تو قبول فرمانا۔

سعد بن معاذ کے بارہ میں فرمایا۔ ان کا جنازہ فرشتوں نے اٹھایا ہوا ہے۔ ان کی وفات پر عرش الٰہی میں بھی جنبش ہوئی۔

القاب

حضرت ابوبکر کا لقب عتیق اور صدیق تھا۔ حضرت عمر کا فاروق۔ حضرت عثمان کا غنی۔ حضرت حضرت خالد کا سیف من سیوف اللہ۔ حضرت جعفر کا طیار۔ ابو موسیٰ اشعری کو فرمایا۔ تمہیں لحن داؤدی عطا ہوا ہے۔ حضرت طلحہ کے متعلق کہا یہ زمین پر چلتا پھرتا شہید ہے۔ اور فرمایا یہ ھکن قضیٰ نحبہ سے ہیں حضرت علی کے متعلق فرمایا۔ اللہ ان سے محبت کرتا ہے اور یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتے ہیں۔ حضرت ابوبکر اور عمر کو اپنا وزیر قرار دیا۔ حسن بن علی کے متعلق فرمایا۔ میرا یہ بیٹا مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کروائے گا۔ عمرو بن عاص کے متعلق فرمایا۔ اس کا اسلام اور ایمان بہت بہتر ہے۔ براء بن مالک کے متعلق فرمایا۔ کتنے پراگندہ بال خاک آلود ہیں اگر قسم کھائیں تو اللہ اسے پوری کرتا ہے۔ حضرت ابن عمر کے متعلق فرمایا۔ یہ نیک آدمی ہیں۔

چار سے محبت کرنے کا حکم ملا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے چار سے محبت کرنے کا حکم ملا۔ حضرت علی۔ ابوذر۔ مقداد۔ سلمان۔ (ترمذی)

ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے

"یقیناً" یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا۔ جو تقویٰ سے خالی ہو۔ ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے۔ جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہوگی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہوگا۔ ضرور ہے کہ انواع رنج و مصیبت سے تمہارا امتحان بھی ہو۔ جیسا کہ پہلے مومنوں کے امتحان ہوئے۔ سو خبردار ہو ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ زمین تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے۔ جب کبھی تم اپنا نقصان کرو گے تو اپنے ہاتھوں نہ دشمن کے ہاتھوں سے۔ اگر زمینی عزت ساری جاتی رہے تو خدا تمہیں ایک لازوال عزت آسمان پر دے گا۔"

(کشتی نوح)

نئی روح، نئی زندگی اور تازہ ولولہ سے ہمکنار کرنے والا

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا تئیسواں سالانہ اجتماع

اکتیس (۳۱) اکتوبر (اخاء) یکم و دو (۲) نومبر (نبوت) ۱۳۵۹ ہش / ۱۹۸۰ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار

(کو)

انابت الی اللہ۔ دُعاؤں اور ذکر الٰہی کے زندگی بخش ماحول میں اپنی مخصوص روایات کے ساتھ ربوہ میں منعقد ہو رہا ہے جسے ہمارے محبوب امام حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی اپنے انفاس قدسیہ سے برکت دیں گے۔ پس خلافت کے پروانوں کے لئے صلائے عام ہے کہ اپنے محبوب امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے شمع خلافت کے گرد اکٹھے ہو جائیں اور اس اجتماع کی عظیم روحانی برکات سے مستفیض ہو کر اپنی روح کو نئی جلا بخشیں۔

ابراہیمی طیور! آؤ اور اس روح پرور فضا میں چند زندگی بخش لمحات گزارو۔

مرزا طاہر احمد
صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ۔ ربوہ

اسلام کا نظام حکومت

یورپ میں ہونیوالے ایک مذاکرہ علمیہ کیلئے یہ راہنما اصول مکرم محترم ملک سیف الرحمن صاحب مفتی سلسلہ نے مرتب فرمائے

اصولی نوٹ

اسلام کی کچھ تعلیم اصولی طور پر اور ہمیشہ کے لئے غیر مبدّل ہے۔ لیکن کچھ حصّہ مخصوص حالات میں مبدّل ہے۔ جیسے نماز کہ اگر بیمار ہو تو وضو کی بجائے تیمم۔ کھڑے ہو کر پڑھنے کی بجائے بیٹھ کر۔ اور مسافر نصف پڑھے گا۔

ہمیں اسلامی قانون کا ہی نہیں اُس قانون کی حکمت اور فلسفہ کا بھی علم حاصل کرنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ فرماتے ہیں۔ یعلمہم الکتاب والحکمۃ کہ اسلام کا ہر حکم کسی فائدہ کے لئے ہے۔ (ا) اور یزکیہم میں اس طرف ہماری راہنمائی فرمائی کہ اسلامی تعلیم کا مقصد فرد اور سوسائٹی کی پاکیزگی ہے۔ (ب) ہر نہی کسی نقصان کو دُور کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ (ج) ہر امر کا مقصد ذہنی اور قلبی تزکیہ ہوتا ہے۔ (د) ہر حکم قومی ترقی کا باعث ہوتا ہے (ر) ہر حکم میں قلّت، تکلیف اور عدم حرج اور تدریج کو مدّنظر رکھا گیا ہے۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا۔ (ز) حکم ایسا ہونا چاہیئے جو آزادیٔ ضمیر کو سلب نہ کرے۔ (س) حکم کا مقصد کسی خاص فرد یا اقلیت کو نقصان پہنچانا نہیں ہوتا۔ (ش) حکم کمزوروں کی ترقی میں روک نہیں بنتا۔

یاد رکھئے۔ اچھے سے اچھا قانون فرد کے طوعی تعاون کے بغیر اچھا نتیجہ نہیں دے سکتا۔ اس کے بغیر وہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ جب تک فرد حکم پر طوعاً عمل نہ کرے۔ اگر قانون کو کامیاب بنانے والی روح نہ ہو۔ تو قانون کیا کر سکتا ہے۔ ہر قانون توڑا جا سکتا ہے ہر قانون میں کچھ مستثنیات ہوتی ہیں۔ اور ہر شخص اپنے آپ کو ان مستثنیات کا مستحق سمجھ سکتا ہے۔ اگر وہ بہانہ جوئی۔ حیلہ سازی اور قانون سے بچنے کا ارادہ کرے تو قانون کا حلیہ بگڑ جائے گا۔

اسلام کا آئین و قانون حکومت بنانے والے اس وقت تک سنجیدہ قرار نہیں دئے جا سکتے۔ جب تک کہ وہ اسلام کے احکام پر خود عمل پیرا نہیں ہوتے۔ جو کام وہ کر سکتے ہیں۔ اگر وہ نہیں کرتے تو پھر قربانی کی امید کیسے کی جا سکتی ہے۔ فرمایا:۔

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ

حقوق

مساوات انسانی ۔ بین الاقوامی تعلقات کی اہمیت کو تسلیم کرنا ۔ امن اور تحفظ کی ذمہ داری قبول کرنا ۔ والدین کے حقوق عورت کے حقوق ۔ اولاد کے حقوق ۔ اقرباء کے حقوق ۔ پڑوسیوں کے حقوق ۔ شہریوں کے حقوق ۔ عوامی حقوق ۔ ملازموں کے حقوق ۔ مجرموں اور سزا یافتہ لوگوں کے حقوق ۔ اسلام نے سب کے حقوق قائم کئے ۔

نظریۂ حکومت

حکومت اللہ تعالیٰ کی ہے ۔ انسان بحیثیت انسان اس کے نائب اور اس کے قانون کے نفاذ کے ذمہ دار ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ حق عوام کے سپرد کیا ہے ۔ وہ اپنی حکومتی سہولت اور اپنی حکومتی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے لئے کسی اہل کو اپنا سربراہ منتخب کرتے ہیں یعنی نیابت کی امانت جو عوام کے سپرد ہے اس کا حق ادا کرنے کیلئے اور اپنی حکومتی ذمہ داریوں کو باحسن طریق سر انجام دینے کے لئے ایک اہل کو اپنا سربراہ مقرر کرتے ہیں ۔ فرمایا :۔

ان اللہ یامرکم ان تودوا الامانات الی اھلھا

اسلامی قانون کو جاری کرنے کے لئے حکم ہے ۔ آہستگی ۔ نرمی ۔ سہولت اور غور و فکر سے کام لینا ۔ ارشاد خداوندی ہے :۔

کونوا ربانیین ۔

اس وقت مشکل یہ ہے کہ جو اقتصادی یا سیاسی ماہر ہیں وہ دین کے ماہر نہیں اور جو دین جانتے ہیں وہ نہ اقتصادی ماہر ہیں اور نہ سیاسی ماہر ۔ ایسے ہی علماء دین کو دیکھ کر ابن خلدون کو کہنا پڑا العلماء ابعد الناس عن السیاسۃ

بین الاقوامی جھگڑوں کے طے کرنے کے لئے ۔ اصولی تعلیم ان آیات میں ہے :۔

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَھُمَا.....

(الحجرات آیت : ۱۰)

وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا.......

(المائدہ آیت : ۹)

وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ ط (النساء آیت ۵۹)

مزدور

اجیر کے بارہ میں فرمایا ۔ اس کی اجرت معقول اور اس کے حق کے مطابق ہو اور بروقت ادا کی جائے ۔ اس بارہ میں

بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ میں نے اس بارہ میں مندرجہ ذیل کتب سے استفادہ کیا ہے۔

قرآن کریم۔ بخاری۔ احمدیت یعنی حقیقی اسلام (خلیفۃ المسیح الثانی) اسلام کا اقتصادی نظام (خلیفۃ المسیح الثانی) احکام سلطانیہ (علامہ ابوالحسن ماوردی)۔ اسلام کا نظریہ سیاست از حیدر زمان صدیقی۔ اسلام کا نظام حکومت (حامد الانصاری غازی)۔ اسلام کا نظام حیات (مودودی)۔ خلافت و ملوکیت (مودودی)۔ اسلام اور قانونِ جنگ و صلح (مجید خدوری اردو ترجمہ غلام رسول مہر)۔ تاریخ افکار و سیاسیات اسلامی (عبدالوحید خاں) اسلامی حکومت کی عملی تشکیل (سعید حلیم پاشا)۔ قرون وسطیٰ کے مسلمانوں کے سیاسی نظریے (بزم اقبال لاہور)۔ لائف آف محمدؐ (از مارگولیس)۔ اسلام کا اقتصادی نظام از حفظ الرحمان سیوہاروی۔ الفرقان خلافت راشدہ نمبر جولائی ۱۹۵۸ء مقدمہ ابن خلدون۔ غزالی کا نظریہ حکومت اسلامی از لیونارڈ بائنڈر مترجم سید عابد علی عابد۔ تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ اوّل۔ اس اسلام کا آئین اساسی از مصلح موعود۔ الفاروق از شبلی۔

اس بارہ میں اسلامی نظریہ کا ذکر اوپر آ چکا ہے۔ مندرجہ ذیل آیات قرآنی اس طرف ہماری راہنمائی کرتی ہیں:۔

(۱) اصل حاکم خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔

وَ تَبٰرَكَ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا۔

(زخرف: ۸۴)

اصل مالک اور بادشاہ زمین و آسمان کا خالق خدا ہے۔ تمہیں نیابت کے طور پر یہ حقوق عطا ہوئے ہیں۔

یہ آیات بھی اس کی تائید کرتی ہیں:۔

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ط (انعام آیت: ۵۷) فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ۔ (مومن آیت: ۱۲)

اور آیت قُلِ اللّٰهُمَّ مالك الملك تؤتی الملك من تشا...... الخ (آل عمران)

(۲) حکومت اہل افراد کے سپرد کرو۔ فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا لا وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ط اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ۝ (النساء آیت: ۶۰)

اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ حکومت کی امانتوں کو ان کے حقدار لوگوں کے سپرد کرو۔ اور جب اے حاکمو! تم حاکم ہو جاؤ تو انصاف کیساتھ حکمرانی کرو۔ اللہ تعالیٰ جس امر کی تم کو نصیحت کرتا ہے۔ وہ بہت اچھی ہے اور اللہ خوب سننے والا اور جاننے والا ہے۔

اس کی تشریح کے لئے دیکھئے احمدیت یعنی حقیقی اسلام ص۴۰ ایڈیشن سوم۔ اس کتاب میں اسلام کے نظریۂ

حکومت پر بہت تفصیل سے بحث کی گئی ہے ۔

صحیح اور مثالی اسلامی حکومت کے لئے ہم آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے خلفائے راشدین کے زمانہ کو پیش کرتے ہیں کہ جب یہ نظام اپنی پوری برکتوں سے جاری وساری تھا ۔ خلافت کے نظام کی تشریح کے لئے دیکھئے ۔" احمدیت یعنی حقیقی اسلام " ص۲۰ ۔

حکومت کے اختیارات اور فرائض

احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں : ۔

" اسلام کے نزدیک حکومت اس نیابتی فرد کا نام ہے جس کو لوگ اپنے مشترکہ حقوق کی نگرانی سپرد کرتے ہیں ۔ اس مفہوم کے سوا اسلام میں اور کوئی مفہوم اسلامی نقطہ نگاہ کے مطابق نہیں ۔ اور سوائے نیابتی حکومت کے اسلام اور کسی حکومت کا قائل نہیں ۔ قرآن کریم نے اس مفہوم کو ایک نہایت ہی عجیب لفظ کے ساتھ ادا کیا ہے ۔ اور وہ لفظ امانت ہے ۔ قرآن کریم حکومت کو امانت کہتا ہے ۔ یعنی وہ اختیار لوگوں نے کسی شخص کو دیا ہے ۔ نہ وہ جو اُس نے خود پیدا کیا ہو ۔ یا بطور ورثہ کے اس کو مل گیا ہو ۔ یہ ایک لفظ ہی اسلامی حکومت کی تمام کیفیات کو بیان کرنے کے لئے کافی ہے ۔

- پس مسلمانوں کا آئین حکومت لازماً جمہوری یا نیابتی ہو گا ۔
- حکومت کی بنیاد اہلیت ہو گی ۔ رعایا خوشی سے امین اور عادل کے ہاتھ میں اختیار دیتی ہے ۔
- حکومت کسی کی ملکیّت نہیں بلکہ امانت ہے ۔ اس سے شاہنشاہیّت کے تصوّر کی از خود نفی ہو جاتی ہے ۔ ہاں تنفیذ امر اس کی ذمّہ داری ہے ۔ اور اس امانت کی صحیح اور بروقت ادائیگی کے لئے وہ خدا کے سامنے جوابدہ ہے ۔
- اسلام نے لوگوں کی عزّت ، جان ومال کی حفاظت حکومت کا فرض قرار دیا ہے ۔
- ۔ حاکم رعایا میں عدل و سماجی انصاف کے لئے خُدا کے سامنے ذمہ دار ہے ۔ عدل کا مفہوم بہت وسیع ہے ۔ اس میں یہ بھی شامل ہے کہ خُدا کے قانون کو اپنے اور غیر سب پر نافذ کرنا ۔ اس بارہ میں اس امر کی پرواہ نہ کرنا کہ اس کی زد کس پر پڑتی ہے ۔
- حکومت ۔ حاکم شوریٰ کے مطابق حکومت کرے ۔ اس سے اگر ایک طرف عوام کی رائے کا علم ہوتا ہے تو دوسری طرف نظم ونسق حکومت میں عوام کی دلچسپی اور اُنکی ذہنی تربیت کا بھی انتظام ہے ۔
- حاکم کا فرض ہے کہ وہ عوام کی صحیح راہنمائی کرے ۔ سرحدوں کی حفاظت کرے ۔ عہدوں کی تقسیم اہلیت کی بناء پر کرے نہ کہ قربت کی بناء پر ۔ عوام کے حقوق کی نگہداشت کرے ۔ کمزوروں اور طاقتوروں میں توازن قائم رکھے ۔

نظم و نسق اور امن کا قیام - انصاف کا بقاء اسی کی ذمّہ داری ہے - معاشرہ کے ہر فرد کے لئے انصاف کا حصول سہل ہو - ہر شخص اپنے حقوق کو محفوظ سمجھتا ہو - امّت کے افراد کی خوشحالی ان کی معاشی ترقی، بنیادی ضروریات زندگی کا مہیّا کرنا - شہروں کا قیام - حفظانِ صحت کے لئے ضروری کارروائی - بے آباد زمینوں کا آباد کرنا - نہروں کا اجراء - چمن زاروں کی آبیاری - دوسری اقوام اور حکومتوں کے بہتر تعلقات - خوش اخلاقی - الغرض - حکومت کے فرائض میں سیاسی فرائض بھی ہیں - عمرانی بھی اور امور عامہ کے فرائض بھی اور امور خارجہ کے بھی - ذمّہ داری کا یہ بار حکومت کی وجہ سے اس کے کندھوں پر ہے - جس کے لئے اسلامی نظریہ میں وہ حقیقی بادشاہ احکم الحاکمین کے سامنے ذمّہ دار ہے - یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر فاروق جیسا حکمران جو رات کو بھیس بدل کر محتاجوں کی حاجت روائی کرتا ہے اور دن کو بیت المال کے خارش زدہ اونٹ کو تارکول ملتا ہے - بوقت وفات خُدا سے یہ کہتا ہے کہ اللہ میرا حساب برابر برابر ہی کر دے - نہ میرا تیرے ذمہ کچھ نکلے نہ تیرا میرے ذمّہ -

اور اس کے اختیارات کے لئے یہ کہنا کافی ہے کہ وہ مطلق العنان نہیں ہے - وہ پابند ہے اُن ہدایات کا جو خُدا نے اپنی کتاب میں اور رسُولِ خُدا نے اپنے عمل اور قول میں اُسے دیں - اور خلفائے راشدین نے ان پر عمل کر کے اُس کی راہنمائی فرمائی -

فرائض حکومت کے بارہ میں ان آیات کو بھی پیش کیا جاتا ہے :-

(۱) إِنَّ لَكَ أَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعْرَىٰ ۝ وَأَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيهَا وَلَا تَضْحَىٰ ۝
(طٰہٰ آیت: ۱۱۹-۱۲۰)

کہ اسلامی ریاست کا کوئی فرد - بھوکا پیاسا اور ننگا نہ رہے - ہر ایک کو سر چھپانے کو جگہ میسّر ہو -

(۲) وَإِذَا تَوَلَّىٰ سَعَىٰ فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۝
(بقرہ آیت: ۲۰۶)

حاکم بننے کے بعد ملک میں امن و امان قائم کرے - ذرائع پیداوار کو ترقی دے - افراد ریاست کی خوشحالی کی طرف توجہ دے - ان اغراض کے لئے وہ تمام استعدادیں صرف کر دے -

پبلک کے فرائض و حقوق

فقہا نے لکھا ہے کہ حکومت میں راعی اور رعایا معاہدہ کے دو فریق ہیں - گویا یہ دونوں مل کر ریاست کے نظام کو چلاتے ہیں گویا مشترکہ ذمّہ داری ہے - رعایا کے فرائض میں سے سب سے مقدم ہے اطاعت -

۱- وہ اپنے حکّام کی اطاعت کریں - نافرمانی نہ کریں -

(۲) ان کے خلاف ہتھیار نہ اٹھائیں ۔

(۳) ان کو بُرا بھلا نہ کہیں ۔

(۴) ان کی سختیوں پر صبر کریں ۔

(۵) ان سے غدّاری نہ کریں ۔

(۶) ان کے ساتھ سچّے دل سے خیر خواہی برتیں ۔

(۷) صحیح کاموں میں ان کی مدد کریں ۔

(۸) غلط بات سے ان کو آگاہ کریں ۔

(۹) ہر قسم کے فتنہ سے احتراز کرے ۔

رعایا کے فرائض کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں مسلم شہری کے فرائض کے تحت بیان کیا ہے۔ اسلامی ریاست کے ہر فرد کا فرض ہے کہ وہ کسب معاش کرے ۔ بھیک نہ مانگے ۔ وہ ہر ایک کی بھلائی کا خواہاں ہو۔ فرمایا۔ افشوا السلام وہ ہر ایک سے خیر خواہی کرے ۔ فرمایا۔ الدّین النصیحۃ وہ زمانہ کی گردش کی چکّی میں پسے ہوئے افراد کی مدد کرے ۔ وہ اہتمام کرے کہ اس کا پڑوسی بھوکا نہ مرے ۔ بیماروں کی عیادت کرے ۔ اگر کہیں مرگ ہو جائے تو اہل خانہ کی اُس کی تجہیز و تکفین اور آخری سفر میں مدد کرے ۔ راستوں کو صاف رکھے۔ پبلک جگہوں کی صفائی کا خیال رکھے۔ گندی چیزیں فروخت نہ کریں ۔ ناجائز طور پر بھاؤ نہ چڑھائے ۔ نفع پانچ فیصدی سے دس فیصدی تک رہے ۔ خرید و فروخت میں دھوکا نہ کرے ۔ کسی کی عیب چینی نہ کرے ۔ الزام تراشی نہ کرے گفتگو شستہ اور مہذب کرے ۔ گالی گلوچ نہ کرے ۔ اچھی باتوں کی تلقین کرے ۔ بُری باتوں سے باز رکھنے کی کوشش کرے ۔ جانوروں پر ظلم نہ کرے ۔ بڑی عمر کے افراد کی عزّت کرے ۔ چھوٹے بچوں پر رحم کرے ۔ ہنس مکھ اور خوش مزاج بنے۔ دباء کو دوسری جگہ منتقل ہونے سے روکنے کی کوشش کرے ۔ قومی اور ملکی قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہے ۔ کسی کی طرف ہتھیار کر کے اُسے ڈرائے نہ ۔ مصائب کا مردانہ وار مقابلہ کرے ۔

پبلک کے حقوق

۱۔ انتخاب میں حصّہ لینے اور منتخب حاکم کو مشورہ دینے کا حق اُسے حاصل ہو۔

۲۔ پبلک کی بنیادی ضروریات کی کفالت حکومت کے ذمّہ ہے ۔ یہ اُس کا حق ہے ۔ اُس پر احسان نہیں ۔

۳۔ ساری پبلک کو مساوی حقوق حاصل ہیں ۔ حضرت عمر کا قول ہے ۔ فالنّاس شریفھم و وضیعھم فی ذات اللہ سواء اللہ ربّھم و ھم عباد ۔ لوگ بڑے ہوں یا چھوٹے ۔ سب برابر ہیں ۔ وہ خُدا کے

بندے ہیں۔ اور وہ ان کا رب ہے۔

اسلامی حکومت کے غیر ممالک سے تعلقات اور معاہدات امن

اسلام عہد کی پابندی کی بہت تاکید کرتا ہے۔ عہد شکنی ایک بد اخلاقی ہے اور وہ کسی فرد کو یہ حق نہیں دیتا کہ وہ اخلاقی اقدار کو پامال کرے۔ فرمایا:-

وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ۝ (بنی اسرائیل آیت: ۳۵)

کہ عہد کو پورا کرو۔ کیونکہ اس بارہ میں تم خدا کے سامنے جواب دہ ہو۔ اہل ایمان کی صفت یہ بیان کی کہ جب وہ عہد کرتے ہیں تو اسے نبھاتے ہیں۔ فرمایا:-

وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ (بقرہ آیت: ۱۷۸)

یہ عہد خواہ غیروں سے ہو یا اپنوں سے اُس میں عہد شکنی کی اجازت نہیں۔ اگر دوسری قوم عہد کو توڑ بھی دے تو ہمیں اپنے آپ بغیر اُسے اطلاع دئے کسی کارروائی کی اجازت نہیں۔ فرمایا:-

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ۝ (انفال آیت: ۵۹)

کہ اگر کوئی قوم عہد توڑ دے تو پھر بھی اس پر حملہ کرنے کی اجازت نہیں۔ پہلے اُسے انتباہ کرنا چاہیئے کہ تم نے عہد توڑ دیا ہے۔ اب ہم بھی عہد کے پابند نہیں رہے۔

(تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ ۲ صفحہ ۱۱۶ و احمدیت یعنی حقیقی اسلام صفحہ ۲۲۷)

حتیٰ کہ اگر کسی ملک میں مسلمانوں کو ستایا جا رہا ہو تو اُن کی مدد تو کی جا سکتی ہے۔ اُس قوم پر حملہ کرنا واجب نہیں۔ (انفال آیت ۷۳)۔

وہ تاکید کرتا ہے کہ کمزور قوموں کی طرف حرص و آز کی نظر نہ رکھو۔ فرمایا:-

لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ - (الحجر آیت: ۸۹)

- حالتِ جنگ میں غیروں سے وحشت اور درندگی کے سلوک سے منع کیا۔

(۱) اُن کے باغات اجاڑنے سے منع فرمایا۔

(۲) بچوں۔ بوڑھوں۔ عورتوں۔ راہبوں غرض غیر مصافی آبادی سے تعرض نہ کرنے کی تاکید فرمائی۔

(۳) کسی لاش کا ملیہ بگاڑنے کی ممانعت فرمائی۔

(۴) اُن کے گھروں کو جلانے اور فصلوں کو اجاڑنے کی ممانعت فرمائی۔

- جب کوئی قوم صلح کرنا چاہے تو مسلمانوں کو ان کی پیشکش کو قبول کرنے کی تاکید کی ۔
- جب معاہدہ کی شرط پر اتفاق ہو جائے ۔ تو دستخط یا تاریخوں کا تعین یا گواہی اس کے لازمی اجزاء نہیں مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس معاہدہ کا احترام کریں ۔
- اپنے مذہبی نظریات کے اشد مخالفوں سے مل کر باہمی بقا کا معاہدہ کیا جا سکتا ہے ۔ مثال مدینہ میں یہود سے معاہدہ جس میں اُن کو اور مسلمانوں کو ایک قوم کی حیثیت سے تسلیم کیا ۔

آخر میں یہ عرض کرنا ہے کہ قیام امن کے لئے اسلام نے ضروری قرار دیا کہ تم کمزور نہ ہو ۔ تم اتنے طاقتور بنو کہ تم قیام امن میں ممد بن سکو اور تم پر حملہ کی کسی کو جرأت نہ ہو ۔ فرمایا

واعدّوا لهم ما استطعتم من قوّة ومن رباط الخيل ترهبون به عدو الله ۔ (انفال آیت :)

اتنی تیاری کرو ۔ اتنے طاقتور بنو کہ دشمن کو تم پر حملہ کی جرأت نہ ہو سکے ۔

تقریری مقابلہ جات انصار اللہ

سالانہ اجتماع انصار اللہ کے موقع پر انصار کا تقریری مقابلہ ہوگا ۔ تقریری مقابلہ کے لئے حسب ذیل عناوین مقرر ہیں ۔ مقابلہ میں حصہ لینے کے خواہشمند دوست حسب ذیل عنوانات میں سے کسی ایک عنوان پر وقت کی رعایت کے ساتھ تقریر کر سکیں گے ۔

زعماء / زعماء اعلیٰ سے درخواست ہے کہ وہ اپنی مجلس کے حصہ لینے والے انصار کے نام اجتماع قبل دفتر مرکزیہ میں بھجوا دیں ۔ جزاکم اللہ

عناوین

(۱) قُل ان كنتم تُحِبُّون الله فاتّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ الله ۔

(۲) امام مہدی علیہ السّلام کا مقام ۔

(۳) مقام خلافت حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی نظر میں ۔

(۴) صُلح حدیبیہ ۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

اسلام کا معاشی اور سیاسی نظام

یہ مختصر نکات یورپ میں ہونیوالے ایک مذاکرہ علمی کے لئے محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے مرتب فرمائے

سیاسی نظام کے متعلق آجکل اہل یورپ کے سامنے یہ بات نمایاں طور پر لانے کی ضرورت ہے کہ اسلام ایک مذہب ہے۔ اور اس کا دائرہ کار سیاست کی نسبت بہت وسیع ہے۔ براہ راست یہ کوئی سیاسی مسلک نہیں۔ تاہم چونکہ انسانی بہبود کے ہر پہلو سے تعلق رکھتا ہے۔ لہٰذا ایسے اصول ضرور بیان کرتا ہے جن پر عمل پیرا ہونے سے صحت مند سیاست کا وجود اُبھرے۔ یہ اصول بذاتِ خود عام ہیں اور بلا امتیاز مذہب و ملت ہر سیاسی نظام انہیں اپنا سکتا ہے۔ ضروری نہیں کہ اسلام اور حکومت دونوں کی باگ دوڑ بیک وقت اسلام کے نمائندوں کے ہاتھ میں ہو۔ نیز اسلام کا پھیلاؤ چونکہ تبلیغ کے ذریعے ہوتا ہے۔ اس لئے یہ یہ ممکن ہی نہیں کہ دنیا کے ہر ملک میں مسلمانوں کا غیر مسلموں سے تناسب ایسا ہو کہ ان کے لئے کسی سیاسی نظام کو نافذ کرنے کی گنجائش موجود ہو۔ پس ان دونوں حصوں کا خلط ملط قرآن کی تعلیم کے مخالف ہے۔ اور جو علماء آجکل اسلام کو ایک سیاسی نظام کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ ان کے پاس اس کی کوئی سند نہیں۔ اس سلسلے میں قرآن کریم کی دو آیات خاص طور پر پیدا راہ ہیں:-

یا ایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم۔
فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ و الرسول۔

اللہ اور رسول کی اطاعت کے حکم کے بعد اولی الامر کی اطاعت کا ارشاد دنیا ہے۔ ہر مسلمان کو ہے اور کوئی مسلمان اس سے مستثنیٰ نہیں۔ ظاہر ہے کہ دنیا کی ہر حکومت کا سربراہ یعنی اولی الامر مسلمان نہیں ہو سکتا۔ پس ثابت ہوا کہ اولی الامر کا لفظ عام ہے۔ پس جو علماء یہ استنباط کرتے ہیں کہ اولی الامر سے مراد اسلامی حکومت کا سربراہ ہے اُن کا استنباط بے بنیاد ہے۔

دوسرا ثبوت بھی اسی آیت میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جب اختلاف کی صورت پیدا ہو جائے تو اولی الامر کی طرف رجوع نہیں کرنا بلکہ اللہ اور رسول کی طرف رجوع کرنا ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ اولی الامر کے لئے اسلامی

حکومت کا نمائندہ ہو نا ضروری نہیں ۔ اور شرعی معاملات میں اس کی اطاعت کی بجائے صرف قرآن اور سنّت کی اطاعت کی جائے گی ۔

وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا ۖ فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ ۚ فَإِنْ فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا ۖ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝ (الحجرات : ۹)

مرکزی سیاسی حکومت

اس سے صاف ثابت ہے کہ اسلام کے نام پر ایک مرکزی سیاسی حکومت کا کوئی تصوّر قرآن کریم میں موجود نہیں گویا کہ یہ امکان کھلا ہے کہ بیک وقت ایک یا ایک سے زیادہ مسلمان حکومتیں قائم ہوں ۔ پس اسلام اور اسلامی نظام حکومت کو ایک ہی چیز کے دو نام قرار دینا ہرگز درست نہیں ۔

جیسا کہ پہلے بھی ذکر کیا جا چکا ہے اس بحث میں جو پہلو نمایاں طور پر پیش کرنے کے لائق ہے ۔ وہ یہ ہے کہ اسلام سیاست کے بارے میں صرف راہنما اصول پیش کرتا ہے اور تفاصیل میں دخل نہیں دیتا ۔ لیکن اسلام کے وہ راہنما اصول جو سیاست سے تعلق رکھتے ہیں ان کو قطع نظر اختلافِ مذہب دنیا کی ہر قوم اپنا سکتی ہے اور ضروری نہیں کہ صرف مسلمان ہی ان سے استفادہ کر سکیں بلکہ اس پہلو سے اسلام کا فیض عام ہے ۔ مثال کے طور پر حسب ذیل راہنما اصول قرآن کریم میں ملتے ہیں ۔

(۱) وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا ۚ اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ
(مائدہ آیت ۳)

(۲) إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا ۔ (النساء : ۵۸)

(۳) وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ۚ (النساء : ۵۸)

پس اسلام ڈیموکریسی (DEMOCRACY) یا بادشاہت یا DICTATORSHIP یا TRIBAL SYSTEM وغیرہ میں سے کسی کی تعیین نہیں کرتا ۔ چونکہ ضروری نہیں کہ دُنیا کے ہر ملک اور ہر خطّہ پر کسی ایک ہی طرز کا سیاسی نظام نافذ کرنا اُن کے مفاد میں ہو ۔ انسان ترقی کے مختلف مراحل پہ قدم مار رہا ہے ۔

اور یہ امر کہ کونسا طرزِ حکومت ان کے لئے مناسب ہو گا ، اس کا فیصلہ اس ملک کے حالات ، ماضی کی روایات ، طرزِ بود و باش اور اس بات پر ہو گا کہ علمی اور ذہنی اور تمدنی ترقی کے لحاظ سے کس مقام پر کھڑے ہیں ۔ آجکل

مغربی دُنیا میں یہ جاہلانہ تصور پایا جاتا ہے کہ لمبے انسانی تجربے کے بعد چونکہ جمہوریت بہترین منصفانہ نظام حکومت ثابت ہوئی ہے۔ لہٰذا اسے ہر ملک میں نافذ کیا جا سکتا ہے۔ وہ یہ بات بھول جاتے ہیں کہ بیک وقت ایک زمانے میں رہتے ہوئے بھی مختلف خطوں کے انسان مختلف تاریخی ادوار میں سے گزر رہے ہیں۔ آج ایسی قومیں بھی دنیا میں موجود ہیں جو انسانی قافلے کے آخر پر ایسے تمدنی حالات میں سے گزر رہی ہیں کہ کم و بیش انہیں پتھر کے زمانے کے متابعد کا انسان کہنا مبالغہ آمیزی نہ ہوگا۔ پس آج ترقی کے لحاظ سے اگر ایک قوم قافلے کا سر ہے تو دوسری قافلے کی دُم اور ان دونوں کے درمیان مختلف زمانوں کی مظہر قومیں پائی جاتی ہیں۔ اسلام چونکہ ایک انتہائی حکیمانہ مذہب ہے اور اس بات کا دعویدار ہے کہ اس کی تعلیم دُنیا کے ہر انسان کے لئے ہے اس لئے کوئی ایسا حکم نہیں دے سکتا جو بعض جگہ قابل عمل ہو اور بعض جگہ نہ ہو۔ بعض جگہ مفید ثابت ہو اور بعض جگہ نقصان دِہ پس اسلام کا حُسن اس بات میں مرکوز ہے کہ نظام حکومت کی تفصیل بتائے بغیر اصولِ حکومت پر بحث کرتا ہے۔ اور ان اصولوں کا اطلاق ہر قسم کے نظامِ حکومت پر ہو سکتا ہے۔

سیاسی نظام کے لئے راہنما اصول

اس ضمن میں بعض دیگر اصول جو سیاسی نظاموں کی راہنمائی کرتے ہیں۔ حسب ذیل ہیں:۔

(۱) "لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْن"

یعنی کوئی بھی طرزِ حکومت ہو، اُسے دین میں دخل کا کوئی حق نہ ہوگا۔ اور لازماً دینی معاملات میں انسان کو آزاد چھوڑنا پڑے گا۔ اس اصول کے تحت مذہب کی بنیاد پر اوّل نمبر کا شہری یا دوسرے نمبر کا شہری قرار دینے کا کوئی جواز باقی نہیں رہتا۔ پس نہ مسلمان ممالک میں یہ کہنا جائز ہے کہ مسلمان اپنے سیاسی حقوق کے لحاظ سے غیر مسلم شہریوں پر فوقیت رکھیں اور نہ عیسائی ممالک کے لئے یہ جائز ہے کہ عیسائی شہریوں کو غیر عیسائی شہریوں پر کوئی برتری ہو۔ کیونکہ اس طرح دین میں ایک "اکراہ" کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ بلکہ ایک خوفناک قسم کا تمدنی یا اقتصادی دباؤ ڈالا جا سکتا ہے۔

(۲) وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ط اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ط اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ۔ (حجرات: ۱۴)

اس راہنما اصول کے تحت قوم، نسل اور رنگ کی بناء پر فوقیت کے تصور کا استیصال ہوتا ہے اور اسکی روشنی میں کوئی ایسی حکومت اسلامی نظریہ کے مطابق جائز حکومت نہیں قرار دی جا سکتی جو رنگ و نسل کی بناء پر کسی ایک قوم کی فوقیت کے نظریہ پر مبنی ہو۔ لہٰذا نہ تو فاشزم (FASCISM) کی گنجائش رہتی ہے۔ نہ نسلی

امتیاز کی۔ ایسی حکومتوں کی جیسے ساؤتھ افریقہ میں قائم ہیں۔

(۳) لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا ط لَھَا مَا کَسَبَتْ وَعَلَیْھَا مَا اکْتَسَبَتْ ط

(البقرۃ آیت ۲۸۷)

اس آیت کی رُو سے کسی سیاسی نظام کو یہ حق نہیں رہتا کہ انسان سے جبری طور پر اس کی صلاحیتوں سے مخالف کام لے اور استعدادوں سے بڑھ کر اس پر بوجھ ڈالے۔ علاوہ ازیں اس آیت سے اشتراکی نظام کی نفی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ "لَھَا مَا کَسَبَتْ" میں ہر انسان کی محنت کا سارا ثمرہ اُسے دئے جانے کا ارشاد ملتا ہے۔ یہ کہکر اس میں سے کچھ رد کا نہیں جا سکتا کہ تمہاری محنت کا پھل تمہاری ضرورت سے زیادہ ہے۔

(۴) وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ۔ (نساء آیت ۶۰)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ طرزِ حکومت خواہ کوئی بھی ہو۔ بہرحال "عدل" شرط ہے۔ پس خواہ حکمران ڈیموکریسی کے ذریعہ اُوپر آیا ہو۔ یا رواج کے مطابق قبیلے کا سردار ہو، یا موروثی بادشاہ۔ یہ آیت اس کے ہاتھ باندھ دیتی ہے اور مختلف طرزِ حکومت کے بداثرات سے سوسائٹی کی حفاظت کرتی ہے۔

وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی۔

اس آیت کی رُو سے انصاف کا قیام اس حد تک ضروری قرار دیا گیا ہے کہ قومیں اندرونی طور پر ہی نہیں، بیرونی طور پر بھی اس کو نافذ کرنا ضروری سمجھیں۔ اور دشمن قوموں سے بھی انصاف کا سلوک کرنا لازمی سمجھیں۔ پس آج کی دُنیا میں اگر کوئی ملک اسلامی اصولوں سے روشنی حاصل کرے تو اس کے لئے یہ گنجائش نہیں رہتی کہ اقوامِ متحدہ میں بلاکس (BLOCKES) اور گروہوں کی شکل میں کسی قوم کی تائید یا مخالفت کرے۔ چنانچہ اگر چین اس اصول کو تسلیم کرے تو ایسے مواقع بھی پیدا ہو سکتے ہیں کہ کمبوڈیا کے مقابل پر ویٹ نام کے حق میں ووٹ دے رہا ہو۔ اور اگر روس اسے تسلیم کرلے تو ایسے مواقع بھی پیدا ہو سکتے ہیں کہ ویٹ نام کے مقابل پر چین کے حق میں ووٹ دے رہا ہو۔ اور اگر امریکہ اسے تسلیم کرلے تو یہ امکان پیدا ہو جائے کہ کسی موقع پر انگلستان کے مقابل پر روس کی تائید کر رہا ہو۔

(۵) اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا۔

اس آیت میں بھی ہر حکومت کے لئے دو قسم کی نصیحتیں موجود ہیں۔ اوّل یہ کہ اگر انتخابی نظام رائج ہے تو کسی امیدوار کو اس بناء پر ووٹ نہ دیا جائے کہ وہ کسی پارٹی، گروہ یا قوم سے تعلق رکھتا ہے۔ بلکہ خالصتہً اس بات پر کہ اس کی دماغی اور اخلاقی صلاحیتیں کیسی ہیں۔ اس کی تائید یا مخالفت کرنی ہوگی۔

دوسرا پہلو یہ ہے کہ جب کوئی حکومت قائم ہو جائے، خواہ وہ کسی نوعیّت کی ہو۔ عہدیدار مقرر کرتے وقت وہ نہ تو یہ دیکھ سکتی ہے کہ کن لوگوں نے اسکی تائید کی تھی اور نہ یہ کہ کن کن لوگوں نے مخالفت کی تھی۔ اسی طرح رنگ، نسل، مذہب سے بالا ہو کر وہ عہدیدار مقرر کرتے وقت صرف یہ دیکھے کہ کوئی شخص اس کام یا مرتبہ کیلئے موزوں ہے یا نہیں۔ جس پر اُسے مقرر کرنا مقصود ہے۔

(۶) وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ اور اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ - (شوریٰ آیت ۴۰)

سو واضح ہدایت یہ ملتی ہے کہ امور مملکت میں مشورہ نہایت ضروری ہے۔ پس اگر کسی ملک میں بادشاہت بھی قائم ہو تو اسلامی اصولِ سیاست کے مطابق امور مملکت میں مشورے کا کوئی نہ کوئی نظام لازماً جاری کرنا پڑے گا۔ اور اس نظام میں مذہبی اختلاف کی بناء پر کوئی تفریق نہیں برتی جائے گی۔ سربراہ اور اہل وطن دو ہی فریق ہیں۔ خواہ اہل وطن ایک مذہب سے تعلق رکھتے ہوں یا دس مذاہب سے انہیں مشورے کے حق اور ذمہ داری سے مستثنیٰ نہیں کیا جا سکتا۔

اس آیت کا اطلاق اگر ایسی صورت تک محدود سمجھا جائے کہ ایک صاحبِ امر امیر موجود ہو تو چونکہ حکم صرف ایک شخص واحد کو دیا جا رہا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ اوّلین طور پر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم ہی مخاطب تھے اور امر کا لفظ یہاں عام تھا جس کا سیاست پر اطلاق محض جزوی ہے اور دیگر امور بھی اس میں شامل ہیں۔ لہٰذا خطاب واحد مخاطب کے صیغے میں کیا گیا۔ لیکن یہ ایک مسلّمہ بات ہے کہ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مخاطب ہوں تو بسا اوقات آپؐ کی متابعت میں آپؐ کے نائبین اور دیگر افرادِ ملّت بھی مخاطب ہوتے ہیں۔

علاوہ ازیں ایک اور موقع پر بھی مشورے کا حکم اس رنگ میں دیا گیا ہے۔ جس میں ایک فردِ واحد مخاطب نہیں بلکہ سوسائٹی کا ذکر بحیثیت سوسائٹی کیا گیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:۔

"امرھم شوریٰ بینھم"

یعنی وہ لوگ جو اسلامی اصولوں کو راہنما بناتے ہیں۔ ان کا دستور یہ ہے کہ اہم امور میں مشورے کے ساتھ فیصلے کرتے ہیں۔

ان دونوں آیات سے استنباط کرتے ہوئے واضح ہو جاتا ہے کہ اگر کسی ملک میں ڈیموکریسی ہے تب بھی صحیح معنوں میں اسے صحت مند ڈیموکریسی تب ہی قرار دیا جائے جب آزادانہ معاشرے کا صحت مند نظام جاری ہو۔ اور اگر کہیں حکومت کی باگ ڈور شخص واحد کے ہاتھ میں تھمائی جاتی ہے خواہ وہ امریکہ کے صدر کی طرح جمہوری ذرائع سے ہی اولی الامر منتخب ہوا ہو۔ اسلامی اصول کے تابع تمام اہم امورِ سلطنت

میں مشورے کا ہمیشہ پابند رہے گا۔ یعنی ان امور میں بھی مشورے کا پابند ہے جن میں اُسے ذاتی طور پر فیصلے کا حق دیا گیا ہے۔ یہ استنباط اس لئے کیا جا رہا ہے کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام امور میں اللہ تعالیٰ کے تابع مرضی فیصلے کے مجاز تھے۔ اس کے باوجود آپؐ کو مشورے کا حکم دیا جاتا ہے۔ پس ہر وہ شخص جو مسلمان راہنما اصولوں سے روشنی پکڑنا چاہے اس کے لئے لازمی ہوگا کہ ان امور میں بھی، جن میں وہ مطلق العنان ہے۔ لازماً مشورہ کر لے۔

(۷) اس کے علاوہ ایسی بکثرت آیات ملتی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام صرف اُس سیاسی نظام کو جائز اور صحت مند سمجھتا ہے جو عوام کی بہبود کی خاطر قائم کیا گیا ہو۔ جیسا کہ فرمایا:۔

"کنتم خیر امۃ اخرجت للناس"

اور ہر معاملے میں عوام کی بہبود کو پیش نظر رکھے۔ ان کی استعدادوں کو نشوونما دینے کے تمام ذرائع کو بروئے کار لائے۔ امن کی ضمانت دے اور فتنہ وفساد کے استیصال کے لئے تمام ذرائع استعمال کرے۔ مختلف طبقات کے درمیان محبت اور خود اعتمادی پیدا کرنے والا ہو۔ اور ہر قسم کی کرپشن اور بے راہ روی سے پاک ہو۔ ایسا سیاسی نظام اگر کہیں قائم ہو جائے تو چلانے والا خواہ کوئی بھی ہو، وہی نظام اس بات کا حقدار ہے کہ اسے اسلامی نظامِ سیاست قرار دیا جائے۔

پس اسلام کی وہ تعلیم جس کا اطلاق بطور راہنما اصولوں کے نظام حکومت پر ہوتا ہے۔ اس کا تجزیہ کرنے سے یہ عجیب بات سامنے آتی ہے کہ آج کا ترقی یافتہ انسان خواہ وہ کسی مذہب یا خطّے سے تعلق رکھتا ہو اور اس کا ذاتی تعامل خواہ کیسا ہی کیوں نہ ہو، عقلاً وہ اس تعلیم پر حرف نہیں رکھ سکتا اور کسی ایک اصول کو بھی یہ کہکر نہیں ٹھکرا سکتا کہ چونکہ یہ اسلام کا اصول ہے۔ اس لئے غیر مسلموں کے لئے واجب العمل نہیں۔ اسلامی تعلیم کا کمال حُسن یہ ہے کہ اپنے اندر ایک ایسی وسعت اور لچک رکھتی ہے کہ اپنی مذہبی نوعیت کو برقرار رکھتے ہوئے بھی سیکولر کہلا سکتی ہے۔ حتیٰ کہ کسی سیکولر نظام میں بھی ایسا سیکولر ازم نہیں پایا جاتا جو اس تفصیل اور احتیاط کے ساتھ گہرائی میں جا کر بلا امتیاز مذہب اور نسل ہر شہری کے حقوق کی ایسی ٹھوس اور قطعی حفاظت کی ضمانت دیتی ہو۔

ایک اور پُرلطف بات یہ ہے کہ KLIEDOSCOPE کی طرح ان اصولوں کا ذرہ سا زاویہ بدلیں جو سیاسی نظام کے راہنما کے طور پر ہم نے پیش کئے ہیں۔ تو یہ تمام اصول انسان کے بنیادی حقوق پر روشنی ڈالنے والے راہنما اصول دکھائی دینے لگیں گے۔

یادِ الٰہی — اور — حبِّ وطن

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

سنو اطمینانِ قلب یادِ الٰہی سے ہی نصیب ہوتا ہے

مکرم ومحترم چوہدری نبی احمد صاحب مرحوم پروپرائٹر ماڈرن موٹرز لمیٹڈ ہماری جماعت کے ان افراد میں سے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے مالی فراخی سے حصّہ وافر عطا فرمایا تھا۔ اللہ نے ان کی محنت کو نوازا۔ اور اُن کے کاروبار میں برکت رکھ دی۔ آپ بہت صلہ رحمی کرنے والے۔ غرباء مساکین کی خبر گیری کرنے والے تھے۔ گھوم پھر کر دنیا کو کھلی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ آپ کی وفات تیئس۲۳ جولائی کو ساڑھے تین بجے شام لندن میں ہوئی۔ اور تین اگست کو آپ قبرستان نمبر۱ ربوہ میں دفن ہوئے۔ اپنی وفات سے چند روز پہلے اپنے خالہ زاد بھائی امین احمد کو اپنے آخری خط میں لکھا :۔

"گذشتہ دس دن امریکن دوست کے ساتھ خوب سیر میں گذرے۔ کیلیفورنیا نیچے سے اُوپر تک دیکھا۔ اور آخر امریکہ کے انتہائی شمال مغربی شہر SEATTLE سے میں نے رخصت لی۔ اور یہاں کل پہنچ گیا۔ یہاں ایک دو۲ دن ٹھہر کر TORONTO جاؤں گا وہاں سے لنڈن اور پھر واپس۔ اس دفعہ میں عجیب سیر میں پھنس گیا ہوں۔ گو یہ سیر بہت پُرلطف ہے لیکن مجھے یوں معلوم ہو رہا ہے کہ گھر سے نکلے مدّت ہو گئی۔ سچ پوچھئے تو چھجو کے چوبارے جیسی دُنیا میں کوئی چیز نہیں۔ یہ لوگ عجیب چکر میں پڑے ہوئے ہیں۔ دن رات بھاگ دوڑ۔ ڈالر کمانے میں مصروف ہیں۔ باقی دنیا سے بے خبر۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ اتنی ترقی کے باوجود یہ زندگی انہیں خوشی نہیں دے سکی۔ خوشی تو اللہ کی یاد سے ملتی ہے۔"

یہ ایک ایسے قلب کی واردات ہے۔ جسے دُنیا کے اکثر ممالک میں گھر جیسی سہولت حاصل تھی۔ جسے اللہ نے مال کثیر عطاء فرمایا تھا۔ جس نے دنیا کے نشیب و فراز کو دیکھا۔ لیکن ڈالر کی دُنیا میں سیم وزر کے ماحول میں رہ کر اُس کی دل کی آواز یہ ہے۔ کہ اطمینان اور مسرت خُدا کی یاد میں ہے۔ دولت۔ مسرت نہیں بخشتی۔ دنیا خوشی عطا

نہیں کر سکتی۔ دل کی دنیا آباد ہوتی ہے خدا کے ذکر سے۔ برباد ہے وہ دل جو اُس کی طرف مائل نہیں۔ اور دیارِ غیر میں اُن ملکوں میں جہاں کی ہوا عطر بیز ہے۔ جہاں کا ماحول سحر انگیز ہے۔ جہاں کی سربفلک عمارتیں اور سرسبز میدان اور پھولوں کے بھرے باغیچے دل کو لبھاتے ہیں۔ انہیں وہاں بھی یادِ وطن آتی ہے۔ تو بلخ و بخارا اُسے جھجو کے چوبارے سے کم تر معلوم ہوتا ہے۔ سچ ہے وطن کے خار پردیس کے رُوح و ریحان سے بہتر ہیں۔ دونوں جذبے قابلِ قدر اور لائقِ تقلید ہیں۔ وطن کی محبّت اور اس سے بڑھ کر اور بہت بڑھ کر خُدا کی محبت ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس دل کو اپنی رحمت کی آغوش میں لے۔ جس کے جذبات یہ تھے۔

مجھے مرحوم کے خالہ زاد بھائی نے بتلایا کہ محترم چوہدری صاحب قریبًا آٹھ ہزار روپیہ غربا ء، بیوگان اور بے سہارا افراد میں تقسیم کرتے تھے۔ بے حد صلہ رحمی کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے۔

ربوٰا اور مضاربت

از مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ

اس عنوان پر مختلف خیالات و افکار کو مذاکرہ کے لئے دعوت دی جاتی ہے۔ آپ کے رشحات قلم کا خیر مقدم کیا جائے گا۔ (ادارہ)

ایک بحث طلب سوال لین دین کے اسلامی اصول میں کاروبار کی ایک صورت میں یہ ہے کہ سرمایہ ایک کا ہو اور کام دوسرا کرے اور نفع ونقصان میں دونوں شریک ہوں۔ اس طریق کاروبار کو مضاربت اور قراض کہا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں مقررہ معینہ اصول کی پابندی کے ساتھ ان تبدیلیوں کا جائزہ لینا ضروری ہے جو زمانہ کے حالات نے ضروری لابدی کر دی ہیں۔

کاروباری اور حسابی ماہروں نے تجارت اور لین دین کے وسیع نظام کا جائزہ لیتے ہوئے ایسے اصول معلوم کئے ہیں کہ حسابی الجھنوں سے بھی بچا جائے اور بددیانتی کی راہ بھی مسدود رہے۔ اور سرمایہ والے کو کسی تکلف کے بغیر سادہ طریق سے منافع کا حصہ ملتا رہے اور محنت کرنے والے اور کاروبار چلانے والے کو بھی کسی خسارہ سے دوچار نہ ہونا پڑے۔ گویا اصول یہ طے پایا ہے کہ مضاربت کی رُوح بھی باقی رہے اور کاروبار بھی محفوظ انداز میں چلے۔

دنیا کی منظم حکومتوں نے انہیں اصولوں کی روشنی میں قومی بچت کی بعض سکیمیں جاری کی ہیں جن کا بنیادی اصول یہ ہے کہ سرمایہ دینے والے کو مناسب منافع بھی ملتا رہے اور حکومت کو بھی اس سرمایہ کے لین دین اور کاروبار میں کوئی خسارہ نہ ہو۔ گویا حکومت سرمایہ دینے والے کو جو کچھ دیتی ہے کما کر دیتی ہے بلکہ ایسی کمائی میں سے بالکل معمولی نفع دیتی ہے اور اس کا بہت بڑا حصہ اُسی کے پاس رہتا ہے اور اس جمع سرمایہ سے وہ خوب فائدہ اٹھاتی اور نفع کماتی ہے۔

حکومت اگر پبلک سے کچھ لے اور واپس کچھ زیادہ دینے کا وعدہ کرے تو یہ "ربوٰا" کی تعریف میں نہیں آسکتا۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بحیثیت سربراہ مملکت حصول سرمایہ کا یہ طریق اختیار کیا۔ چنانچہ حضرت ابن عمرؓ کی

روایت ہے :-

قال امرنی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ابعث جیشًا علیٰ ابل کانت عندی قال فحملت الناس علیھا حتّی نفدت الابل وبقیت بقیة من الناس لاظہر لھم فقال لی ابتع علینا ابلًا بقلائص من ابل الصدقة الی محلھا حتی تنفذ ھذا البعث قال وکنت ابتاع البعیر بقلوصین وثلاث قلائص من ابل الصدقة الی محلھا حتی نفذت ذلك البعث فلما جاءت ابل الصدقة اداھا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم۔

(موطا مالک، مسند احمد، ابوداؤد)

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں :-

"اگر بادشاہ کچھ روپیہ لیتا ہے اور وہ اپنی طرف سے زیادہ دیتا ہے اور دینے والا اس نیت سے نہیں دیتا کہ سود ہے تو وہ بھی سود میں داخل نہیں ہے ۔ وہ بادشاہ کی طرف سے احسان ہے ۔ پیغمبر خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کسی سے ایسا قرضہ نہیں لیا کہ ادائیگی کے وقت اسے کچھ نہ کچھ ضرور زیادہ دیا ہو ۔ یہ خیال رہنا چاہیئے کہ اپنی خواہش نہ ہو ۔ خواہش کے برخلاف جو زیادہ ملتا ہے وہ سود میں داخل نہیں ہے ۔

اس قسم کا روپیہ جو کہ گورنمنٹ سے ملتا ہے وہ اسی حالت میں سود ہوگا جبکہ لینے والا اس خواہش سے روپیہ دیتا ہے کہ مجھ کو سُود ملے ورنہ گورنمنٹ جو اپنی طرف سے احساناً دیوے وہ سود میں داخل نہیں ہے ۔"

(البدر ۲۷ مارچ ۱۹۰۳ء)

حضور کے اس ارشاد کے سلسلہ میں یہ امر قابل غور ہے کہ عام حالات میں جو شخص بھی قرض لے اور واپسی پر بلا شرط کچھ زائد دے دے تو نہ لینے والے کے لئے کوئی گناہ ہے اور نہ دینے والے کے لئے ۔

جب یہ ایک عام اصول ہے تو پھر بادشاہ کی اس خصوصیت کا اور اس کے باپ ہونے کی حیثیت کا خاص طور پر حضور نے کیوں ذکر فرمایا ۔ ظاہر ہے کہ اس میں اصولاً یہ فرق مدّنظر ہے کہ سرمایہ دینے والے کی طرف سے اگر کوئی مطالبہ نہ ہو لیکن حکومت جو سرمایہ لینے والی ہے اگر اپنے طور پر یہ کچھ زائد دینے کا وعدہ کرے تو اس کے بادشاہ اور سرپرست ہونے کی حیثیت سے اس کا یہ فیصلہ بالکل جائز ہوگا ۔ اور سرمایہ دینے والے

کے لئے یہ زائد رقم لینا ممنوع نہیں ہوگا۔ اور نہ حکومت کا یہ وعدہ سود اور ربوٰا کے ضمن میں آئے گا۔ ہاں روپیہ دینے والے کی طرف سے یہ مطالبہ نہ ہو کہ اُسے اصل رقم سے زیادہ دیا جائے۔ وہ اس کے لئے تیار رہو کہ اسے جو کچھ ملے گا وہ بخوشی لے لے گا ؎

انصار اللہ کا عہد

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

مَیں اقرار کرتا ہُوں کہ اسلام اور احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظامِ خلافت کی حفاظت کیلئے انشاءاللہ تعالیٰ آخر دم تک جدوجہد کرتا رہوں گا اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کیلئے ہمیشہ تیار رہونگا۔ نیز مَیں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔"

شائع کردہ
مجلس انصار اللہ مرکزیہ۔ ربوہ

گیسٹ ہاؤس انصار اللہ کی توسیع

گیسٹ ہاؤس انصار اللہ کی توسیع کے لئے مندرجہ ذیل احباب نے مبلغ تین صد (۳۰۰) یا اس سے زائد رقوم ادا فرمائی ہیں۔ حضرت مسیح موعود کے مہمانوں کے قیام کی سہولت کے لئے ان کا یہ تعاون قابل قدر ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب احباب کے اموال و نفوس میں برکت بخشے۔ دیگر مخیر احباب بھی اس بابرکت تحریک میں حصہ لے کر وَسِّعْ مَکَانَکَ کے الٰہی ارشاد کی تعمیل کا عملی مظاہرہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ حامی و ناصر ہو:-

۱۔ مکرمہ فہمیدہ بیگم صاحبہ مرحومہ اہلیہ ملک حبیب الرحمٰن صاحب دارالبرکات ربوہ ۳۰۰-۰۰ روپے
۲۔ مکرم میاں نذیر احمد صاحب ناصر ڈسکہ ضلع سیالکوٹ ۳۰۰-۰۰ "
۳۔ " مسعود احمد صاحب ریحان۔ نیو گارڈن ٹاؤن لاہور حال اسلام آباد ۳۰۰-۰۰ "
۴۔ " چوہدری محمد اکبر خان صاحب چک ۵۹۱ گ ب گنگاپور ضلع فیصل آباد ۳۰۰-۰۰ "
۵۔ " حکیم نظام الدین صاحب مرحوم مبلغ کشمیر منجانب پسر صوبیدار صلاح الدین صاحب لاہور ۳۰۰-۰۰ "
۶۔ " حافظ نیاز احمد صاحب مرحوم مالک الفردوس انارکلی لاہور ۳۰۰-۰۰ "
۷۔ مکرمہ آمنہ بیگم صاحبہ مرحومہ منجانب پسر چوہدری سلیم احمد صاحب آف امریکہ ۳۰۰-۰۰ "
۸۔ مکرم چوہدری محمد اسحاق صاحب مرحوم " برادر " " " ۳۰۰-۰۰ "
۹۔ " صوبیدار سردار خان صاحب ولد جوان لبیڑی ضلع راولپنڈی ۳۰۰-۰۰ "
۱۰۔ " غلام باری صاحب ابن غلام حسین صاحب ساہی ۱۲۱/B پیپلز کالونی فیصل آباد ۳۰۰-۰۰ "
۱۱۔ " مستری بشیر احمد صاحب ۱۰۴/A بٹالہ کالونی فیصل آباد ۳۰۰-۰۰ "
۱۲۔ نظامت ضلع مجالس انصار اللہ ضلع گجرات ۳۰۰-۰۰ "
۱۳۔ مکرم حکیم سید عبدالہادی صاحب مرحوم منجانب پسر سید نجم الحق صاحب ایڈووکیٹ سکھر ۳۰۰-۰۰ "
۱۴۔ " شیخ قدرت اللہ صاحب ایکسی این ریلوے مہران برج کوٹڑی ۳۰۰-۰۰ "
۱۵۔ " ماسٹر گل محمد صاحب مرحوم منجانب پسر حکیم محمد علی صاحب میرک ضلع ساہیوال ۳۱۰-۰۰ "
۱۶۔ " چوہدری محمد سلیم صاحب ظفر ابن چوہدری عبدالقدیر صاحب چک ۳۸ جنوبی سرگودھا۔ ۳۰۰-۰۰ "

(قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ۔ ربوہ)

پروگرام سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ ۱۳۵۹ہش / ۱۹۸۰ء

(منعقدہ مورخہ ۳۱ اکتوبر یکم و دو نومبر ۱۹۸۰ء)

پہلا دن ۳۱ اخاء ۱۳۵۹ہش / اکتوبر ۱۹۸۰ء بروز جمعۃ المبارک

(اجلاس اول)

۳-۳۰ تا ۳-۴۰ شام	تلاوت قرآن کریم	مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب
۳-۴۰ تا	دعا - عہد - افتتاحی خطاب	سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں درخواست کی جائے گی ۔
۴۵ منٹ	ورزشی و تفریحی مقابلہ جات	

وقفہ برائے نماز مغرب عشاء و طعام

اجلاس دوم

۷-۳۰ تا ۷-۴۰ بجے رات	تلاوت قرآن کریم	مکرم قاری عاشق حسین صاحب
۷-۴۰ تا ۷-۵۰	نظم	،، چوہدری شبیر احمد صاحب
۷-۵۰ تا ۸-۰۰	درس قرآن کریم (اقامت الصلوٰۃ)	،، مرزا عبدالحق صاحب
۸-۰۰ تا ۸-۱۰	درس حدیث	،، مولانا بشارت احمد صاحب بشیر
۸-۱۰ تا ۸-۲۰	درس ملفوظات	،، مولوی محمد شفیع صاحب اشرف
۸-۲۰ تا ۸-۳۵	سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (صبر و استقامت)	،، ملک سیف الرحمٰن صاحب
۸-۳۰ تا ۸-۵۰	سیرت صحابہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	،، مولوی غلام باری صاحب سیف

شب بخیر

دوسرا دن یکم نبوت ۱۳۵۹ہش / نومبر ۱۹۸۰ء بروز ہفتہ

۴-۱۵ تا ۵-۰۰	نماز تہجد	مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب
۵-۰۰ تا ۵-۳۵	نماز فجر	،، صوفی غلام محمد صاحب

اجلاس اوّل

وقت	پروگرام	مقرر
۳۵-۵ تا ۵۰-۵	درس قرآن کریم	مکرم مولانا عبد المالک خانصاحب
۵۰-۵ تا ۰۵-۶	درس حدیث (فضائل و برکات درود)	" مولانا محمد اسمٰعیل صاحب دیالگڑھی
۰۵-۶ تا ۲۰-۶	درس ملفوظات (" " ")	" " سید احمد علی شاہ صاحب

وقفہ برائے اعلانات

وقت	پروگرام	مقرر
۲۵-۶ تا ۱۵-۷	سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	
۱۵ منٹ	(ا) حضورؐ کی اہلی زندگی۔	مکرم مولوی محمد احمد صاحب جلیل
"	(ب) حضورؐ کی ہمدردی مخلوق۔	" " بشیر احمد صاحب رفیق
"	(ج) حضورؐ کا طریق تربیت۔	" " ملک مبارک احمد صاحب
۱۵-۷ تا ۴۵-۸	ناشتہ وغیرہ	

اجلاس دوم

وقت	پروگرام	مقرر
۴۵-۸ تا ۵۳-۸	تلاوت قرآن کریم	" حافظ بشیر الدین صاحب عبید اللہ
۵۳-۸ تا ۰۰-۹	نظم	" قریشی عبد الرحمٰن صاحب
۰۰-۹ تا ۳۰-۹	سیرت صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	
۱۵ منٹ	(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضؓ	" مولوی برکت اللہ صاحب محمود
"	(۲) " ابو عبیدہ بن الجراحؓ	" " بشارت احمد صاحب بشیر
۳۰-۹ تا ۰۰-۱۰	صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ (تعلیمی منصوبہ اور ہماری ذمہ داری)	" پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب
۰۰-۱۰ تا ۰۰-۱۱	ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتارا (ذاتی تجربات)	چار نومبایعین الٰہی راہنمائی کی بنیاد پر اپنے قبول احمدیت کے واقعات بیان کریں گے اسکا انتظام مکرم سید احمد علی شاہ صاحب فرمائیں گے۔
۰۰-۱۱ تا ۵۰-۱۲	مجلس شوریٰ	زیر صدارت صدر محترم مجلس انصار اللہ مرکزیہ
۵۰-۱۲ تا ۰۰-۳	طعام۔ نماز ظہر و عصر	

اجلاس سوم

وقت	پروگرام	مقرر
۰۰-۳ تا ۰۸-۳	تلاوت قرآن کریم (سورہ صف رکوع اوّل)	مکرم مولوی بشارت احمد صاحب بشیر
۰۸-۳ تا ۱۵-۳	نظم (صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا)	" چوہدری شبیر احمد صاحب
	...قرآن کریم	" صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب

۳۰-۳ تا ۰۰-۴	سیرت صحابہ حضرت مسیح موعود	
	(الف) حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحبؓ	مکرم مولوی چراغ الدین صاحب
	(ب) " " شیر علی صاحبؓ	" دوست محمد صاحب شاہد
۰۰-۴ تا ۲۰-۴	علماء کا ایک بورڈ حاضرین جلسہ سے بعض سوالات کریگا تسلی بخش جواب نہ ملنے کی صورت میں بورڈ کے ارکان وضاحت کریں گے۔	ارکان بورڈ:- (۱) مکرم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب۔ مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب۔ مکرم سید احمد علی شاہ صاحب۔ مکرم مرزا انس احمد صاحب
۲۰-۴ تا ۰۵-۵	(الف) اجلاس ناظمین اضلاع	زعماء اعلیٰ و قائدین مجلس عاملہ مرکزیہ۔
	(ب) ورزشی مقابلہ جات	(زیر انتظام قائد صاحب تعلیم)
	(ج) تقریری مقابلہ	
	عنوانات	منصفین
	(۱) قُل اِن کنتم تحبون اللہ.... یحببکم اللہ	مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب
	(۲) امام مہدی علیہ السلام کا مقام	" مولوی محمد احمد صاحب جلیل
	(۳) مقام خلافت حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کی نظر میں	" ڈاکٹر نصیر احمد خان صاحب
	(۴) صلح حدیبیہ	" مولانا دوست محمد صاحب شاہد
۰۵-۵ تا ۳۰-۷	وقفہ برائے نماز مغرب و عشاء و طعام	

اجلاس چہارم

۳۰-۷ تا ۳۸-۷ رات	تلاوت قرآن کریم	مکرم مولوی فضل الٰہی صاحب انوری
۳۸-۷ تا ۴۵-۷	نظم	" حکیم نذیر احمد صاحب
۴۵-۷ تا ۰۵-۸	انصاراللہ کی ذمہ داریاں	" مسعود احمد صاحب جہلمی
۰۵-۸ تا ۱۵-۸	تربیت اولاد	" مجیب الرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ

شب بخیر

تیسرا دن ۲ر نومبر ۱۹۸۰ء ۲ر نبوت ۱۳۵۹ہش بروز اتوار

۳۰-۴ تا ۰۰-۵ صبح	نماز تہجد	مکرم قاری عاشق حسین صاحب
۰۰-۵ تا ۲۵-۵	نماز فجر	" " "

اجلاس اوّل

۳۵-۵ تا ۵۰-۵	درس قرآن کریم	مکرم مولوی دوست محمد صاحب شاہد
۵۰-۵ تا ۰۵-۶	درس حدیث	″ مولانا غلام باری صاحب سیف
۰۵-۶ تا ۲۰-۶	درس ملفوظات	″ پروفیسر حبیب اللہ خانصاحب
۲۰-۶ تا ۳۵-۶	عاجزی و فروتنی	″ شیخ محمد حنیف صاحب کوئٹہ
۳۵-۶ تا ۵۰-۶	تکبر اور بدظنی	″ سیّد احمد علی شاہ صاحب
۵۰-۶ تا ۰۵-۷	نظم ”جوانوں کے ہو تم جوانی اللہ اللہ“	
	ذکرِ حبیب	(زیر انتظام قائد صاحب تعلیم)
۰۵-۷ تا ۲۰-۷	ذکر حبیب پر مقالہ پڑھیں گے	مکرم مولوی محمد احمد صاحب جلیل
۲۰-۷ تا ۳۵-۷	ذکر حبیب	″ ″ محمد حسین صاحب صحابی
۳۵-۷ تا ۴۵-۸	ناشتہ وغیرہ	

اجلاس دوم

۴۵-۸ تا ۵۲-۸	تلاوت قرآن کریم	″ حافظ بشیر الدین صاحب عبید اللہ
۵۲-۸ تا ۰۰-۹	نظم	مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب
۰۰-۹ تا ۴۵-۹	سوال و جواب (سیاست سے متعلق کوئی سوال نہ ہو گا)	(مجیب) (۱) مکرم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب (۲) ″ ملک سیف الرحمٰن صاحب (۳) ″ مولوی دوست محمد صاحب شاہد۔ (۴) ″ پروفیسر نصیر احمد خانصاحب (۵) ″ مولانا عبد المالک خانصاحب
۴۵-۹ تا ۱۵-۱۰	خطاب صدر مجلس انصار اللہ	
۱۵-۱۱ تا ۲۰-۱۱	تلاوت قرآن کریم	مکرم قاری عاشق حسین صاحب
۲۰-۱۱ تا ۳۰-۱۱	نظم	″ ثاقب زیروی صاحب
۳۰-۱۱	تقسیم انعامات، اسنادِ خوشنودی و خطاب - عہد و دعا	سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں درخواست کی جائیگی۔

تمت بالخیر

اکتوبر ۱۹۸۰ء

ب شاہد
ب سیف
صاحب
کوئٹہ
ب

یم)
یل
بحابی

بیداللہ
ب

صاحب
حب
ب شاہد۔
حب
صاحب

ب

ایدہ اللہ
ست کی جائیگی۔

ANSARULLAH Rabwah — October 1980 — Regd. No. L 7483

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بخدمت مکرم زعیم/زعیم اعلی صاحب انصاراللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

انصاراللہ کا تیئیسواں سالانہ مرکزی اجتماع امسال مورخہ ۳۱ اخاء/اکتوبر یک
نبوت/نومبر ۱۹۸۰ء ربوہ میں منعقد ہو رہا ہے ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الث
اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴ تبوک ۱۳۵۸ ھش (ستمبر ۱۹۷۹ء) میں انصاراللہ ک
مرکزی اجتماع میں شمولیت کے لئے اپنی خواہش کا اظہار فرماتے ہوئے انصار
دیا کہ

۱- میری خواہش ہے کہ پاکستان میں مجالس خدام الاحمدیہ و انصاراللہ ک
مجلس ایسی نہ رہے جس کا کوئی نہ کوئی نمائندہ اپنے اپنے اجت
شامل نہ ہو ۔

۲- میرے دل میں خواہش ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جماعت کی تر
لئے یہ ضروری ہے کہ خدام اور انصار کے اجتماعات میں ان کی تما
شرکت کریں ۔

۳- چاہے ایک مجلس سے ایک ہی نمائندہ کیوں نہ آئے مگر آئے ضرور ۔

میں امید کرتا ہوں کہ آپ حضور ایدہ اللہ تعالی کی دلی خواہش کو بہر حال
کرتے ہوئے مرکزی اجتماع انصاراللہ میں کم از کم ایک نمائندہ ضرور بھج
گے ۔ اگر آپ اس راہ میں مالی مشکلات محسوس کرتے ہوں تو فوری ط
مرکز کو مطلع فرماویں ۔

والسلام

خاکسار

مرزا طاہر احمد

صدر مجلس انصاراللہ مرکزیہ ۔ ربوہ

ضرف ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا ۔